عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲۷ ذوالحجہ تا ۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۴۰

فحاشی کا سیلاب

کیا کریں؟

اقلیمِ زہد کے بے تاج بادشاہ

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فضائل وآداب مدینہ منورہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

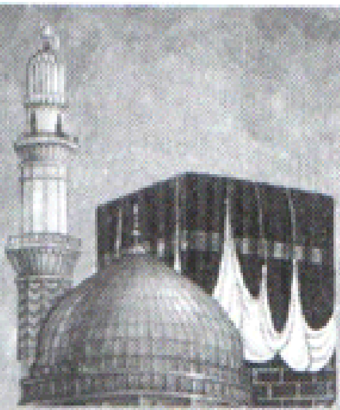

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

مرحوم شوہر کا ترکہ ورثا میں کس طرح تقسیم کریں؟

ایک خاتون، کراچی

س:...... میرے شوہر نے جو چیزیں اپنی صحت والی زندگی میں مالک و قابض بنا کر دے دیں کیا وہ چیزیں تقسیم میراث میں شامل ہیں یا اُن پر صرف بیوی کا حق ہے؟

ج:...... زندگی میں شوہر نے جو اشیا اپنی بیوی کی ملکیت اور قبضے میں دے دیں وہ اب صرف اس کی بیوی کی ملکیت شمار ہوگی ترکہ اور ورثہ میں تقسیم نہیں ہوں گی۔

س:...... اگر مہر نہ ادا ہوا ہو تو کیا مہر واجب الادا ہے؟ کیونکہ مہر بیوی نے خوش دلی سے معاف نہیں کیا تھا؟

ج:...... بیوی کا مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے تقسیم ترکہ سے پہلے یہ قرض بیوی کو ادا کیا جائے گا۔

س:...... اگر مرنے والے کی بیوی نے اپنے آفس سے شوہر کے علاج کے لئے رقم لی ہو تو کیا یہ مرنے والے پر قرض ہے؟ اس قرض کی مرنے والے شوہر نے صحت مند ہو کر ادا کرنے کو بھی کہا تھا۔

ج:...... شوہر کے کہنے پر بیوی نے آفس سے جو قرض لیا وہ بھی شوہر کے ذمہ ہے، ترکہ کی تقسیم سے پہلے یہ قرض بیوی کو واپس کیا جائے گا۔

س:...... میرے شوہر نے اپنی والدہ کے ترکہ سے ملنے والے مکان میں سے اپنے بڑے بھائی اور بڑی بہن کا حصہ ادا کر دیا تھا۔ وہ مکان اب کس کا ہوگا؟ بڑے بھائی دوبارہ حصہ مانگ رہے ہیں، اُن کے لئے کیا حکم ہے؟ بڑی بہن کا انتقال ہو چکا ہے کیا ان کا یا ان کے بچوں کا کچھ ترکہ بنتا ہے؟

ج:...... شوہر نے اپنی والدہ کے مکان میں سے اپنے بھائی اور بڑی بہن کو حصہ ادا کر دیا تھا اور چھوٹی بہن کے حصہ کی رقم مرحوم کے ذمہ قرض ہوگی اور ترکہ کی تقسیم سے پہلے نکال کر اس کی بہن کو دی جائے گی، چونکہ آپ کے شوہر نے مکان میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ دے دیا تھا، اس لئے اب یہ مکان ان کی ملکیت میں شمار ہوگا اور مرحوم کے ترکہ میں تقسیم ہوگا۔ مذکورہ بالا تقسیم کے مطابق ہر ایک کا حصہ ہوگا۔ مرحوم کی بڑی بہن کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا، اس لئے اُن کا اُن کی اولاد کا مرحوم کے ترکہ میں کوئی حق نہیں ہے۔

س:...... میرے شوہر کی پہلی طلاق یافتہ بیوی سے ایک بیٹی ہے جو اپنی والدہ کے پاس ہے، اس مکان میں اس کا کتنا حصہ ہوگا؟

ج:...... مرحوم کی بیٹی ایک ہی ہے، اس لئے وہ اپنے باپ کی جائیداد اور ورثا میں نصف کی حصہ دار ہوگی، کل ترکہ میں سے نصف اسے ملے گا۔

س:...... شوہر کی چھوٹی بہن جن کو حصہ کی ادائیگی باقی ہے، ان کو ادائیگی ماں کی وفات کے وقت لگائے جانے والے حساب کے مطابق کی جائے یا آج کے حساب سے کی جائے؟

ج:...... والدہ کے مکان میں سے مرحوم نے اپنی چھوٹی بہن کو حصہ نہیں دیا تھا، اس کے دوسرے بہن بھائی کو دے دیا تھا، اس لئے مرحوم کے ذمہ اور چھوٹی بہن کا قرض تھا۔ اب یہ قرض اس کے ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا اور اتنا ہی دیا جائے گا کہ جتنی رقم والدہ کے مکان کی دوسری بہن کو دی تھی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ وہی پرانے مکان کی قیمت میں جو حصہ ان کی بڑی بہن کو ملا تھا وہی حصہ دوسری بہن کا بھی ہوگا۔ مکان کی موجودہ مالیت میں سے حصہ کی قیمت کا تعین کرنا غلط ہے، کیونکہ بہن کا اس مکان کی ملکیت میں حصہ اور شراکت داری نہیں ہے بلکہ مرحوم کے ذمہ اس کے حصہ کی رقم بطور قرض ہے اور یہ مکان مکمل طور پر مرحوم کا ترکہ ہے اور مرحوم کی ملکیت میں ہی شمار ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۳ ۲۷ ذوالحجہ تا ۶ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء شمارہ: ۴۰

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نشانیاں	۴	اداریہ
امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ	۶	مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ
فضائل وآداب مدینہ منورہ	۸	مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہ
رحیم یار خان میں بیتے ہوئے چند ایام	۱۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
فحاشی کا سیلاب.... کیا کریں؟	۱۴	مولانا سید احمد رمیض ندوی
مرزا قادیانی اور انگریزی سلطنت (۲)	۱۶	حافظ نصیر احمد
تحریک ختم نبوت.... آغاز سے کامیابی تک (۳)	۱۸	مسعود ساحر
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار	۲۱	ادارہ
ختم نبوت کانفرنس، شیخوپورہ	۲۳	مولانا محمد اسلم نفیس
سرائے نورنگ میں ختم نبوت ریلی	۲۷	محمد ابراہیم ادگی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نشانیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو قیامت کی بڑی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے، اور قیامت سے ذرا پہلے ان کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔ لیکن جس طرح قیامت کا معین وقت نہیں بتایا گیا کہ فلاں صدی میں آئے گی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت بھی معین نہیں کیا گیا کہ وہ فلاں صدی میں تشریف لائیں گے۔

قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: ''اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو۔'' (سورۂ زخرف) بہت سے اکابر صحابہؓ و تابعینؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہے، قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں ہے:

> ''اور نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے، مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر، اس کی موت سے پہلے، اور قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ۔'' (النساء:۱۵۹)

اور حدیث شریف میں ہے:

> ''اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ بن مریم کے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لینا۔ قد میانہ، رنگ سرخ و سفید، بال سیدھے، بوقتِ نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو، ہلکے رنگ کی دو زرد چادریں زیبِ تن ہوں گی، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو بند کردیں گے اور تمام مذاہب کو معطل کردیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کردیں گے۔ زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہوجائے گا، یہاں تک کہ اُونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ، اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا زمین پر رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی، پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔''

(مسند احمد ج:۲ ص:۴۳۷، فتح الباری ج:۶ ص:۴۹۳، مطبوعہ لاہور، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص:۱۶۱)

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جو واقعات اَحادیثِ طیبہ میں ذکر کئے گئے ہیں، ان کی فہرست خاصی ہے، مختصراً:

✡:... آپ سے پہلے حضرت مہدیؓ کا آنا۔

✡:... آپ کا عین نمازِ فجر کے وقت اُترنا۔

✡:... حضرت مہدیؓ کا آپ کو نماز کے لئے آگے کرنا اور آپ کا انکار فرمانا۔

✡:... نماز میں آپ کا قنوتِ نازلہ کے طور پر یہ دُعا پڑھنا: "قتل اللہ الدجال" (اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کردے)۔

✡:... نماز سے فارغ ہوکر آپ کا قتلِ دجال کے لئے نکلنا۔

✡:... دجال کا آپ کو دیکھ کر سیسے کی طرح پگھلنے لگنا۔

✡:... "بابِ لُدّ" پر آپ کا دجال کو قتل کرنا، اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دِکھانا۔

✡:... قتلِ دجال کے بعد تمام دُنیا کا مسلمان ہوجانا، صلیب کے توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا عام حکم دینا۔

✡:... آپ کے زمانے میں امن وامان کا یہاں تک پھیل جانا کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ چرنے لگیں، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں۔

✡:... کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج کا نکلنا اور چار سو فساد پھیلانا۔

✡:... ان دِنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے رُفقاء سمیت کوہِ طور پر تشریف لے جانا اور وہاں خوراک کی تنگی کا پیش آنا۔

✡:... بالآخر آپ کی بددُعا سے یاجوج ماجوج کا یکدم ہلاک ہوجانا اور بڑے بڑے پرندوں کا ان کی لاشوں کو اُٹھا کر سمندر میں پھینکنا۔ اور پھر زور کی بارش ہونا اور یاجوج ماجوج کے بقیہ اجسام اور تعفن کو بہا کر سمندر میں ڈال دینا۔

✡:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرب کے ایک قبیلے بنوکلب میں نکاح کرنا اور اس سے آپ کی اولاد ہونا۔

✡:... "فج الروحا" نامی جگہ پہنچ کر حج وعمرہ کا اِحرام باندھنا۔

✡:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اَطہر پر حاضری دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اَطہر کے اندر سے جواب دینا۔

✡:... وفات کے بعد روضۂ اَطہر میں آپ کا دفن ہونا۔

✡:... آپ کے بعد "مقعد" نامی شخص کو آپ کے حکم سے خلیفہ بنایا جانا اور مقعد کی وفات کے بعد قرآنِ کریم کا سینوں اور صحیفوں سے اُٹھ جانا۔

✡:... اس کے بعد آفتاب کا مغرب سے نکلنا، نیز دابۃ الارض کا نکلنا اور مؤمن وکافر کے درمیان امتیازی نشان لگانا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ آخری زمانے میں قربِ قیامت میں ظاہر ہوں گے، ان کے ظہور کے قریباً سات سال بعد دجال نکلے گا، اور اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تیرہویں صدی کے آخر تک اُمتِ اسلامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؓ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور یہ کہ نازل ہوکر پہلی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدیؓ کی اِقتدا میں پڑھیں گے۔ مرزا غلام قادیانی پہلے شخص ہیں جنھوں نے عیسیٰ اور مہدی کے ایک ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا ہے، اس کی دلیل نہ قرآنِ کریم میں ہے، نہ کسی صحیح اور مقبول حدیث میں، اور نہ سلفِ صالحین میں کوئی اس کا قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حضرت مہدیؓ اس اُمت کے اِمام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اِقتدا میں نماز پڑھیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اقلیم زہد کے بے تاج بادشاہ

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کا فریضہ اور ان کا شیوہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد یہ کام وہی لوگ کریں گے جو انبیاء علیہم السلام کے سچے وارث ہوں گے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ علوم نبوت کے وارث اور سچے جانشین تھے اس لئے یہ صفت ان کی ذات میں نمایاں تھی، شاید اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔“

بدی کی قوتیں اور شیطانی کارندے سیدنا فاروق اعظمؓ کے بدکتے تھے اور ان کے سائے سے بھی بھاگتے تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انی لانظر الی شیاطین الجن والانس یفرون من عمر۔“

ترجمہ: ”میں انسانی اور جنی شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگتے ہیں۔“

ایک مرتبہ قریش کی کچھ خواتین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کسی معاملے میں بلند آواز سے گفتگو کرنے لگیں، اتفاق سے حضرت عمرؓ بھی کہیں سے تشریف لے آئے، انہیں دیکھتے ہی عورتیں خاموش ہو گئیں اور پردے کے پیچھے چھپ گئیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور آپ نے فرمایا:

”یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطن سالکا فجا الا سلک ...... غیر فجک۔“

ترجمہ: ”اے خطاب کے بیٹے! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان جب تجھے کسی راستے میں چلتے ہوئے پاتا ہے تو تیرا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے میں چلنے لگتا ہے۔“

گویا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس قدر اہتمام تھا کہ وہ جدھر سے گزر جاتے تھے، وہاں معروفات اور نیکیاں عام ہوتی جاتی تھیں اور منکرات اور برائیاں راستہ چھوڑتی جاتی تھیں، بسا اوقات ان کو زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی، بس ان کی ذات کی موجودگی ہی حسنات کی اشاعت اور سیأت کے سدباب کی روشن دلیل اور واضح سند تھی وہ حقیقت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں فنا تھے اور اس کا انہیں بہت زیادہ اہتمام تھا اور اہتمام اس لئے تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں ان کی بڑی تاکید آئی ہے اور ان کے ترک پر بڑی سخت وعیدیں وارد ہیں سورۂ آل عمران میں اس امت کے خیر الامم ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہے۔

قرآن کریم نے حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں نقل کی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے: ”بیٹا! نماز پڑھا کرو، اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو اور برے کاموں سے منع کیا کرو۔“

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو بند کرے، اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے، اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔“

حضرت عمرؓ کی سیرت اس بات پر گواہ ہے کہ وہ عزیمت پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے ہاتھ ہی سے روکنے کی کوشش فرماتے تھے اور برائی سے تو وہ روکتے ہی تھے، برائی کے اسباب کا بھی قلع قمع فرماتے تھے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے لوگوں سے جہاد پر بیعت لی تھی، اس بنا پر یہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا تھا اور لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔

چونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ اس درخت کی پوجا پاٹ نہ شروع کر دیں اور یہاں نذر و نیاز ماننے لگیں، اس لئے آپ نے درخت ہی کٹا دیا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ شرک سے اور لکڑی، پتھر اور دھاتوں کے بتوں سے آپ کے دل میں اس قدر نفرت تھی کہ جب حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے تو اعلانیہ کہا:

”انی اعلم انک حجر وانک لا تضر ولا تنفع۔“

ترجمہ: ”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔“

بعض روایات میں ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اگر

میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

جس انسان کو بت پرستی اور شرک سے اس قدر نفرت ہو وہ شجر پرستی کیسے برداشت کرسکتا تھا۔

میں یہاں آپ کو ایک عجیب واقعہ سنانا چاہتا ہوں جس سے ایک طرف عدل فاروقی معلوم ہوتا ہے، دوسری طرف یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں امر بالمعروف اور لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کا کس قدر جذبہ تھا۔

جبلہ بن ایہم غسانی، شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تھا وہ مسلمان ہوگیا، کعبہ کے طواف میں اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا، جبلہ نے اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا، اس نے بھی برابر کا جواب دیا، جبلہ غصے سے بے تاب ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے پاس آیا، حضرت عمر نے اس کی شکایت سن کر کہا کہ: ''تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی۔'' اس کو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ ہم اس مرتبہ کے لوگ ہیں کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلام نے پست وبلند کو ایک کردیا۔''

اس نے کہا کہ اگر اسلام ایسا مذہب ہے جس میں شریف وذلیل کی کچھ تمیز نہیں تو میں اسلام سے باز آتا ہوں۔ غرض وہ چھپ کر قسطنطنیہ چلا گیا، لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی خاطر قانون انصاف کو بدلنا نہیں چاہا۔

حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ اس کے بعد کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد ایک صحابی کا قسطنطنیہ جانا ہوا تو جبلہ نے ان کے سامنے ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں دوبارہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں، لیکن لوگوں کی ملامت سے ڈرتا ہوں اگر عمر فاروق مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا، اس صحابی نے کہا کہ تمہاری اس بات کا جواب تو امیر المومنین کی مرضی ہی سے دیا جاسکتا ہے، وہ جب مدینہ منورہ واپس آئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو سارا ماجرا سنایا، تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے بندے! اگر میری بیٹی کا رشتہ لے کر ایک شخص مسلمان ہو رہا تھا تو تم نے فوراً اس کی پیشکش کو قبول کیوں نہ کرلیا؟ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔'' یہ صحابی قسطنطنیہ واپس گئے مگر چونکہ جبلہ ایک دفعہ نعمت اسلام کی ناقدری کرچکا تھا، اس لئے رب ذوالجلال نے اسے اس عظیم نعمت سے یوں محروم کیا کہ جب وہ صحابی قسطنطنیہ پہنچے تو جبلہ کا حالت ارتداد میں انتقال ہوچکا تھا اور اب اس کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت عمرؓ کا جسم کبھی نرم اور ملائم کپڑے سے مس نہیں ہوا، بدن پر بارہ بارہ پیوند کا کرتہ، سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں گھسی پٹی جوتیاں ہوتی تھیں، اسی حالت میں وہ عرب وعجم میں لشکر کشی کے لئے فوجیں بھیجتے تھے اور قیصر وکسریٰ کے سفیروں سے ملتے تھے اور مفتوحہ علاقوں سے آنے والے سفیروں سے ملاقاتیں کرتے تھے، مسلمانوں کو شرم آتی تھی مگر اقلیم زہد کے بے تاج بادشاہ کے آگے کون زبان کھولتا۔ ایک مرتبہ بعض صحابہ کرامؓ کے کہنے پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہن نے کہا: امیر المومنین! اب اللہ نے خوشحالی دی ہے، بادشاہوں کے سفرأ اور عرب کے وفود آتے رہتے ہیں، اس لئے آپ کو اپنے طرز معاشرت میں تبدیلی کرنی چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: افسوس! تم دونوں ام المومنین ہوکر دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو۔ عائشہ! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو بھول گئیں کہ تمہارے گھر میں صرف ایک کپڑا تھا، جس کو دن کو بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لانے میں تاخیر ہوگئی جب تشریف لائے تو معذرت کی کہ مجھے اپنے کپڑے دھونے میں دیر ہوئی اور ان کپڑوں کے علاوہ اور کپڑے تھے ہی نہیں، جب شام کا سفر کیا تو شہر کے قریب پہنچ کر کسی وجہ سے اپنے غلام اسلم کے اونٹ پر سوار ہوگئے ادھر اہل شام استقبال کو آرہے تھے جو آتا تھا، پہلے اسلم کی طرف متوجہ ہوتا تھا، وہ حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کرتا تھا لوگوں کو تعجب ہوتا تھا اور آپس میں (حیرت سے) سرگوشیاں کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کی نگاہیں شان وشوکت ڈھونڈ رہی ہیں (وہ یہاں کہاں)؟

یہ اس شخص کی معاشرت تھی جو ۲۲لاکھ مربع میل سے زیادہ کا فاتح تھا، عراق وکرمان اور فارس وطبرستان اس کے زیر نگیں تھے، قیصر وکسریٰ جس کے نام سے لرزتے تھے، جو خالد بن ولیدؓ اور امیر معاویہؓ جیسے جرنیلوں اور سعد بن ابی وقاصؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن العاصؓ جیسے گورنروں اور اکابر صحابہ کرامؓ کے نام احکام جاری کرتا تھا، جس کے رعب داب کا یہ عالم تھا کہ خالدؓ سیف اللہ کو معزول کردیا تو کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی سکندر وتیمور تیس تیس ہزار فوج رکاب میں لے کر نکلتے تھے جب ان کا رعب قائم ہوتا تھا حضرت عمر فاروقؓ کے سفر شام میں سواری کے ایک اونٹ کے سوا اور کچھ نہ تھا، لیکن چاروں طرف شور تھا کہ مرکز عالم جنبش میں آ گیا ہے لیکن اس سارے رعب داب اور شان وشوکت کے باوجود حالت یہ ہے کہ سر پر پرانا سا عمامہ ہے، بدن پر پیوند کی قمیض ہے، پاؤں میں پھٹا ہوا جوتا ہے کاندھے پر مشک رکھ کر غریب عورتوں کا پانی بھر رہے ہیں تھک جاتے ہیں تو فرش خاک پر پڑ کر سو جاتے ہیں، جہاں جاتے ہیں تنہا جاتے ہیں اونٹوں کے بدن پر اپنے ہاتھ سے تیل مل لیتے ہیں، در دربار، نقیب وچاؤش اور حشم خدم کا نام تک نہیں۔ ☆☆☆

فضائل وآداب
مدینہ منورہ

مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہ

الحمدللہ! جب قافلہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگا، اب آپ اپنے ذہن کو متوجہ کرلیں کہ اب ہمیں جانے سے پہلے کیا نیت کرنی ہے؟ اب مدینہ منورہ کا مسافر کیا نیت کرکے جائے؟ سارے محدثین، فقہاء اور علماء کرام لکھتے ہیں کہ وہ نیت کرے:

ا:... ایک نیت تو یہ کرے کہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے جارہا ہوں، اور مسجد نبوی میں نماز کے ثواب کے بارے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ''ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے'' اور دوسری روایت کے مطابق ''پچاس ہزار نمازوں کے برابر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے۔'' ہمارا معاملہ اس اللہ کی ذات سے ہے کہ ساری دنیا کے خزانے اس کی ایک ادنیٰ سی نعمت کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ آپ پچاس ہزار نمازوں کی نیت کرکے جائیں۔

۲:... اور دوسری نیت آپ لوگوں کو یہ کرنی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنی ہے۔ اب جو روایتیں میں نے شروع میں ذکر کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ پہلی روایت جو میں نے ذکر کی ہے، اس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کو نہیں آیا، تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی، کہ میں نے ساری زندگی اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے سودا کرکے امت کے لئے شفاعت کا حق مانگا ہے، مجھے کہا گیا ہے کہ آدھی امت کو معاف کردیں گے، شفاعت کا حق چھوڑ دیں، پھر فرمایا: پچھتر فیصد امت کو معاف کردیں گے، شفاعت کا حق چھوڑ دیں، تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میرا ایک امتی بھی جہنم میں جل رہا ہو تو مجھے سکون کیسے ملے گا، میں شفاعت کا حق نہیں چھوڑتا اور میں میدان محشر میں اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی مغفرت کی سفارش کروں گا۔''

لہٰذا دوسری نیت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کرنی ہے اور ایک دوسری روایت جس کا ترجمہ ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو بندہ بھی میری قبر کی زیارت کی نیت سے آیا، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔'' وہ یہ سمجھے کہ جنت کی رجسٹری لے کر آیا ہوں، اتنا زور ہے اس کلام میں جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے ادا ہوئے ہیں۔

ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اور ستر ہزار فرشتے شام سے لے کر صبح تک روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کرنے کے لئے حاضری دیتے ہیں، جس کی ایک مرتبہ باری آگئی پھر دوبارہ قیامت تک اس کی باری نہیں آئے گی۔ یہ خوش بختی انسان ہی کے نصیب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک سے زائد مرتبہ حاضری کا شرف عطا فرماتے ہیں۔

اب مسجد نبوی میں جب آپ داخل ہوں تو سنت طریقے سے داخل ہوں۔ پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کریں اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لیں اور ساتھ ہی اعتکاف کی بھی نیت کرلیں کہ میں جب تک بھی مسجد میں رہوں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ مومن کی نیت اس کے اعمال سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوجائیں اور جالی کے سامنے کھڑے ہوں تو وہاں ایک بڑا دائرہ ہے اور باقی چھوٹے دائرے ہیں، بڑا دائرہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور ہر آنے والے کا صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ چاروں ائمہ کرام اور تمام علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ زمین کا وہ حصہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے وہ خانہ کعبہ سے بھی افضل ہے، حجر اسود سے افضل اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔

میرے شیخ ومربی اور استاذ حضرت شیخ حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حضوری بزرگ تھے، ہر رات میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ ان کو ایک مرتبہ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہاں سے بستر اگول کرو اور جنت البقیع میں دفن ہونے کے لئے تیار ہوجاؤ، تمہارے لئے جنت البقیع میں جگہ کا نظم ہوگیا ہے۔'' کروڑوں کا بزنس تھا، بچوں کو بلایا اور جائیداد تقسیم کی اور مدینہ منورہ ہجرت کرکے چلے گئے، آج بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

میں اور میرے شیخ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے تو ایک صاحب آئے اور میرے ساتھ پاکستان کی

سیاست کے بارے میں گفتگو کرنے لگے تو میرے شیخ فرمانے لگے کہ میں نے مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں آنے والے ہر مسلک کے عالم سے یہ سوال کیا کہ ہم جو حدیث کی ہر کتاب میں یہ روایت پڑھتے ہیں کہ قریب سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو میں خود سنتا ہوں اور دور سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام مجھ تک فرشتے پہنچاتے ہیں تو میں نے ہر مسلک کے عالم سے یہ سوال کیا کہ دور اور قریب کی کیا حد ہے؟ کس جگہ کو ہم قریب کہیں گے اور کس جگہ کو دور کہیں گے؟ تو سب مسلک والوں نے ایک ہی جواب دیا کہ جو بندہ مسجد نبوی میں داخل ہوتا ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا ہے، اس کا صلوٰۃ وسلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ یہ بات فرمائی اور کہنے لگے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ہو اور یہ پاکستان کی سیاست کی باتیں'' تو میں ان کی بات سے کانپ گیا۔

یہ میرے شیخ کا تحفہ ہے جو میں آپ کو دے رہا ہوں، مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد آپ نے اپنی زبان کو تالا لگالینا ہے، کوئی دنیا کی بات آپ کی زبان پر نہ ہو، آپ نماز پڑھیں، درود شریف پڑھیں، دعائیں مانگیں، ذکر واذکار کریں، لیکن آپ کی زبان پر دنیا کی کوئی بات نہ ہو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آدمی دنیا کی باتیں کرے، یہ ادب کے خلاف ہے۔

خواتین سے خاص طور پر میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دنیاوی باتوں سے پرہیز کریں، کیونکہ خواتین جب ایک دوسرے سے ملتی ہیں تو پھر سلام دعا کے بعد باتوں سے باتیں نکلتی رہتی ہیں۔ میری گھر والی مجھ سے کہنے لگی کہ میں خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں عرب خواتین میں جا کر بیٹھ جاتی ہوں، نہ وہ میری بات سمجھ سکیں اور نہ میں ان کی بات سمجھ سکوں۔ میں نے کہا: یہ نسخہ بڑا کارآمد ہے۔ جب آپ روضۂ رسول پر حاضری دیں تو ان الفاظ میں صلوٰۃ وسلام پیش کریں:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید الانبیاء والمرسلین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین

بعض بزرگوں نے اپنا تجربہ لکھا ہے کہ اگر ہمت ہو اور ذہن ساتھ دے رہا ہو اور دھکم پیل بھی نہ ہو تو گن کر ستر مرتبہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ پڑھے اور خواتین کے لئے تو انہوں نے الگ وقت اور الگ نظام بنایا ہوا ہے۔

اس بات کو ذہن سے نکال دیں کہ جالی کے بالکل قریب جا کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کا ثواب زیادہ ہے، لوگوں سے دھکم پیل کر کے کندھے سے اٹھا کر دھکا دے کر آگے جانے کی کوشش کرنا یہ ادب کے بھی خلاف ہے اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تقدس کے بھی خلاف ہے، جہاں جگہ ملے صلوٰۃ وسلام پیش کریں اور دعا کر کے واپس آجائیں۔

حضرات محترم! صلوٰۃ وسلام کے صیغے لمبے لمبے بھی ہیں جو اپنی محبتوں کی بنا پر بزرگوں نے لکھے ہیں، ان میں آپ کو ایک جملہ اور دعا ملے گی جس کو پڑھتے ہوئے میرے دل کی عجیب کیفیت تھی وہ میں آپ کو سناتا ہوں کہ جس وقت آستانہ عالیہ پر حاضری دیں تو صلوٰۃ وسلام کے بعد یہ دعا بھی کریں یا اللہ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیں یہاں سے محروم کر کے نہ بھیجنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے دروازے سے محروم کر کے واپس نہ بھیجنا۔

مجھے عرب کے ایک دیہاتی کی بات یاد آئی، عربوں کی کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے اور یہ واقعہ آج سے بارہ سو سال پہلے کا ہے کہ ایک اَن پڑھ دیہاتی اونٹنی پر سوار ہو کے آیا، سواری کو باب جبریل کے پاس چھوڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے کہنے لگا کہ: ''اے اللہ! اگر تو مجھے بخش دے گا تو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش ہو جائے گا، شیطان ناراض ہو جائے گا اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو تیرے اس محبوب کا دل غمگین ہو جائے گا اور شیطان خوش ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر کہنے لگا کہ: اے اللہ! تو اپنے محبوب کا دل خوش کرنے کے لئے مجھے بخش دے، بہت سے علماء، محدثین ومفسرین کے ذہنوں میں بھی یہ بات نہ آئی ہوگی جو ایک اَن پڑھ دیہاتی نے ہمیں سکھلائی۔''

ایک بات عرض کردوں جو تعمیر ترکوں نے کی تھی وہ ابھی تک چل رہی ہے، مسجد نبوی کا اندر والا سارا حصہ آپ کو نظر آئے گا اور اب تک جو انہوں نے تعمیر کی ہے اور جس انداز سے تعمیر کی ہے کہ واقعی بندہ حیران رہ جاتا ہے۔ انہوں نے تعمیر میں ایسی ایسی صلاحیتیں رکھی ہیں، نشان رکھے ہیں کہ جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے زمانے میں مسجد نبوی کتنی تھی، چھت کتنی تھی، اس کے نشان، برآمدہ کتنا تھا، اس کے نشان، بلندی کتنی تھی، اس کے نشان، اس کی حد کتنی تھی، سب کے نشان لگے ہوئے ہیں اور لکھا ہوا ہے:

''حد المسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم''

اب تک وہ علامات اور وہ نشانیاں موجود ہیں، وہ کھڑکی جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی ہے جس کے بارے میں فرمایا تھا: ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ مسجد نبوی میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیے جائیں، اب بھی وہاں لکھا ہوا ہے: ''ھٰذہ

خوخة سیدنا ابی بکر صدیقؓ"

تو میرے دوستو اور بزرگو! آستانہ عالیہ پر نگاہ نیچی آواز پست رکھیں اور لوگوں کو دھکے دے کر، گرا کر یہ کوشش نہ کریں کہ میں جالی مبارک سے مس کرلوں، ہاتھ لگالوں، بوسہ دے لوں۔

مجھے پاکستان کے سب سے بڑے مفتی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ایک بات یاد آگئی، مفتی صاحب فرمانے لگے کہ: "میں جب آستانہ عالیہ پر جاتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ستون ہے، ستون کے ساتھ ایک کونے میں ادب کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پیش کرتا اور وہیں سے الٹے قدم واپس آجاتا تھا۔ مفتی صاحب فرمانے لگے کہ ایک دن صلوٰۃ وسلام پیش کررہا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مولوی شفیع! تو عجیب آدمی ہے، لوگ آگے بڑھ کر جالی کے پاس جاتے ہیں، بوسے دیتے ہیں اور ایک تو ہے کہ اس ستون کے پاس سے ہی صلوٰۃ وسلام پیش کر کر واپس چلا جاتا ہے، تم کیوں نہیں آگے بڑھتے ہو؟ کہنے لگے کہ میں اسی کیفیت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جالی مبارک میرے لئے کھول دی، جب جالی کھلی تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اس ستون میں کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست مجھ سے فرمایا:

"اے مولوی شفیع! ایک بات میری غور سے سن لو، جو انسان میری سنتوں کو پورا کرتا ہے وہ چاہے ہزاروں میل دور ہو وہ میرے قریب ہے اور جو بندہ میری باتوں اور سنتوں پر عمل نہیں کرتا اور جو کام میں اس امت کو دے کر آیا ہوں وہ نہیں کرتا تو جالی سے چمٹا ہوا بھی مجھ سے ہزاروں میل دور ہے۔"

آج زبانی نعرے لگانے والے اور جلوس نکالنے والے تو بہت لوگ ہیں، لیکن حی علی الصلوٰۃ کی آواز سن کر مسجد میں آنے والے کتنے رہ گئے ہیں؟

میرے دوستو اور بزرگو! یہ مقدس اور پاکیزہ سفر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے نصیبے کے ساتھ عطا فرمایا ہے، آپ یہاں سے فیصلہ کرکے جائیں کہ وہاں سے تبدیلی لے کر آئیں گے، ہماری زندگی میں انقلاب آئے گا، ہمارے اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ آئے گا۔ یہ چھوٹی سی مختصر سی زندگی ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہے اور پھر فرمایا کہ جس بندے کی عمر ساٹھ یا ستر سال ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے لئے کوئی عذر نہیں رہے گا کہ مجھے وقت ہی نہیں ملا تھا کہ میں آپ کے پاس آنے کی تیاری کرتا۔"

اب اللہ تعالیٰ آپ کو مہلت دے رہا ہے اور آپ کا نصیبہ جگا رہا ہے آپ کو حرمین شریفین کے سفر کی سعادت نصیب ہورہی ہے، جس کا ایک ایک لمحہ عمر بھر کے گناہوں کو مٹانے کے لئے کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے حج کیا تو اس کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ جنت کے سوداگر بن کر جارہے ہیں، آپ جنت کے تاجر بن کر جارہے ہیں، آپ جنت کے خریدار بن کر جارہے ہیں، پھر وہاں ایک اور بات کا اہتمام کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے چالیس نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کریں اور اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو تو وہ مجھ سے جنت میں ایک محل اپنے لئے رجسٹری کروالے، قدم قدم پر کیسے راستے کھلے ہوئے ہیں۔

* وہاں ریاض الجنۃ کے دروازے کے ساتھ والے دروازے پر ایک حدیث لکھی ہوئی ہے، ایک عجیب حدیث کا انتخاب کیا ہے، وہ حدیث یہ ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے ان مسلمانوں کے لئے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کئے، بڑے بڑے گناہ کئے، ان کے بارے میں، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں سفارش کروں گا۔"

ہمیں ان آداب کا خیال کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو حاصل کرنا ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سلام پیش کریں، ان کے بارے میں ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بزرگ ترین شخصیت حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، پھر حضرت عمرؓ کو سلام پیش کریں گے، پھر جنت البقیع جہاں ہزاروں انبیاء مدفون ہیں، صحابہ کرامؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا یہ سارے حضرات آپ کو جنت البقیع میں نظر آئیں گے، ان کو صلوٰۃ وسلام پیش کریں، اس کے بعد آپ مسجد قبا جائیں گے، جہاں دو رکعت نفل پڑھنے پر ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے، اس کے بعد شہدائے اُحد کی قبروں پر حاضری دیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضری ہو۔ ایک ایک قدم مدینہ منورہ کا ایسا ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہیں، ان آداب کا خیال کرتے ہوئے مسجد نبوی جائیں۔

مسجد نبوی کا سب سے بڑا ادب یہ ہے کہ وہاں پر درود شریف کی کثرت کریں، درود پاک پڑھتے ہوئے دل بھی متوجہ ہو اور زبان پر بھی جاری ہو، پھر انشاء اللہ تعالیٰ! آپ وہاں کے انوارات کو محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک ایک حاجی کے حج کو قبول فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

رحیم یار خان میں بیتے ہوئے چند ایام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بندہ نے ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں سے دورۂ حدیث کیا۔ محرم تا ربیع الاول ۱۳۹۷ھ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے رد قادیانیت پر ٹریننگ حاصل کی۔ ٹریننگ کی تکمیل کے بعد بندہ کی پہلی تقرری رحیم یار خان ہوئی۔ اس وقت رحیم یار خان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر صوفی محمد سلیم فرنیچر ورکس، ناظم اعلیٰ مولانا رشید احمد لدھیانوی (سابق امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب) تھے۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی جمعیت علماء اسلام میں چلے گئے۔ بندہ نے نئی ممبر سازی کی اور ممبران کی میٹنگ بلا کر انتخاب کرایا تو مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ امیر، قاری عبدالخالق احرار ناظم اعلیٰ چنے گئے اور حافظ محمد الیاس لوہار مارکیٹ ناظم، مجلس کا دفتر نہیں تھا، جبکہ جمعیت علماء اسلام کا دفتر شاہی روڈ پر تھا اور حضرت مولانا غلام ربانیؒ ضلعی امیر، مولانا غلام مصطفیٰ جدھڑؒ جمعیت کے ضلعی ناظم اعلیٰ تھے۔ ان کی شفقت اور مہربانی سے جمعیت کے دفتر پر مجلس کا بورڈ بھی لگا دیا۔ راقم الحروف کی وجہ سے جمعیت کا دفتر مستقل کھلنے لگا، اس طرح میری وجہ سے جمعیت کو اور جمعیت کی وجہ سے راقم کو فائدہ ہوا۔

تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء:

۱۹۷۷ء میں قومی و صوبائی الیکشن ہوئے۔ قومی انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے سخت ترین دھاندلی کی۔ پی پی پی کے مقابلہ میں پاکستان قومی اتحاد تھا، جس کے صدر مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ پاکستان قومی اتحاد (پی این اے) نے صوبائی الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا اور تحریک شروع کر دی، جس نے آگے چل کر تحریک نظام مصطفیٰ کا نام اختیار کر لیا۔ جمعیت علماء اسلام نے اسٹیج سیکریٹری کے لئے راقم کا نام تجویز کیا۔ راقم اڑھائی تین ماہ قومی اتحاد کے اسٹیج سیکریٹری کی حیثیت سے ہر روز عصر کے بعد غلہ منڈی کی جامع مسجد میں جلسہ کراتا، بعد ازاں جلوس اور گرفتاریاں ہوتیں۔ گرفتار ہونے والے حضرات گلے میں قرآن پاک حمائل کر کے کلمات طیبہ کا ورد کرتے ہوئے گرفتاریاں پیش کرتے، یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔

بندہ کی گرفتاری:

بعض احباب نے کہا کہ شجاع آبادی روزانہ دوسرے حضرات کی گرفتاری کراتا ہے، اس کی گرفتاری بھی ہونی چاہئے۔ راقم نے کہا کہ جب آپ کی قیادت فیصلہ کرلے، راقم حاضر ہے۔ پہلے بتادیا جائے تاکہ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے زعما اکٹھے گرفتاری پیش کریں تو دن طے ہوگیا، تو مجلس کے عہدیداران بالخصوص قاری عبدالخالق احرار، حافظ محمد الیاس اور بندہ نے نعروں کی گونج میں اکٹھے گرفتاری پیش کی۔ پولیس تھانہ صدر میں لے کر آئی، ہمارے قاری عبدالخالق احرار سُریلے انسان تھے۔ مغرب کے بعد تھانہ میں مجلس بپا کی۔ قاری صاحب نے جناب مرزا غلام نبی جانبازؒ کی نظم اپنی خوبصورت آواز میں پڑھی:

تم بھی سنو، حکمراں بھی سنیں، ایک بات سنانے آیا ہوں
پھر سے ممولے کو لے کر شاہین سے لڑانے آیا ہوں

اور یکے بعد دیگرے کئی نعتیں، نظمیں پڑھیں، اتنے میں قومی اتحاد کے دفتر سے کھانا آ گیا، کھانا کھانے کے بعد پولیس نے ہماری گنتی کی اور ہمیں کہا کہ تشریف لے چلئے، پولیس کا معمول یہ تھا کہ ہر روز گرفتار ہونے والوں کو شہر سے دور دراز تھانوں میں یا کسی جنگل میں چھوڑ دیتے، ساتھی بے چارے دھکے کھاتے رحیم یار خان پہنچتے، کچھ دن ستانے کے بعد تازہ دم ہو کر پھر گرفتاری پیش کرتے، ہم یہ سمجھے کہ حسب معمول ہمیں بھی کسی دور دراز مقام یا تھانہ میں لے جایا جائے گا، لیکن تھانے سے نکلنے کے بعد پولیس نے اندر سے گیٹ بند کر دیا اور یوں ہم اپنا سا منہ لے کر واپس اپنے اپنے مقامات پر واپس آ گئے۔

محلہ قمر آباد کی مسجد میں دفتر کا قیام:

لوہار مارکیٹ اور اکبر روڈ کے بیک پر محلہ قمر آباد ہے، جس میں مسجد حنفیہ ہے، مسجد کی انتظامیہ نے قاری عبدالخالق احرارؒ سے درخواست کی کہ ہمیں کوئی امام و خطیب دے دیں۔ قاری صاحب نے میرا نام تجویز کر دیا اور یوں دفتر ختم نبوت حنفیہ مسجد میں منتقل ہوگیا، مجلس کو دفتر مل گیا اور مسجد کو مفت میں امام و خطیب۔ راقم نے ہر روز صبح کی نماز کے بعد درس قرآن پاک کا سلسلہ شروع کر دیا، جس میں لوگ جڑنے لگے اور مسجد سے ملحقہ حجرہ میں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر تھا میں گہما گہمی ہونے لگی۔ درس دو ٹوک ہوتا جس میں قرآن وسنت کے مطابق بے

لاگ گفتگو ہوتی، کچھ حضرات کو یہ انداز پسند نہ آیا، چنانچہ انہوں نے کہا بھی، جواب یہ تھا کہ تفاسیر سے جو سمجھ آئے گا بلا رو رعایت بیان کیا جائے گا، جسے پسند آئے وہ سنے جسے پسند نہ آئے نہ سنے۔

ایک عجیب واقعہ:

گرمی کا موسم صبح کی نماز کے بعد بندہ تلاوت کر رہا تھا کہ نیند ستانے لگی، بندہ نے قرآن پاک سرہانے پر رکھا اور ایک طرف ہو کر سو گیا، گہری نیند میں محسوس ہوا کہ کوئی میرے جسم کو دبا رہا ہے، چند منٹ تو میں لیٹا رہا، لیکن کچھ دیر کے بعد آنکھ کھولی تو دیکھا کہ کوئی خاتون دبا رہی ہیں۔ میں نے اسے للکارا دفع ہو جاؤ، تمہیں میرے جسم کو ہاتھ لگانے کی جرأت کیسے ہوئی؟ تو خاتون نے کہا کہ مسئلہ پوچھنا ہے۔ بندہ نے کہا کہ اپنے کسی محرم یا شوہر کو لے کر آؤ، خیر وہ خاتون چلی گئی، میں نے احباب کو بتلایا تو انہوں نے کہا کہ یہ خاتون آپ کے مخالف کی بھیجی ہوئی تھی، کیونکہ وہ اس کے گھر میں کام کرتی ہے۔ اللہ پاک نے اس کے منصوبہ اور سازش سے بچا لیا۔

مولانا غلام ربانیؒ کی خدمت میں:

مولانا غلام ربانی ڈابھیل کے فاضل اور امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید اور ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ شیخ الاسلام کے ہم درس تھے، بڑے دبنگ انسان، مجلس احرار اسلام میں رہے، جمعیت علماء ہند بعد ازاں جمعیت علماء اسلام میں ضلعی امیر اور صوبائی نائب امیر رہے۔ مجلس کے بزرگوں کے مداح اور خوشہ چیں تھے۔ مکی مسجد رحیم یار خان کے خطیب تھے اور مجلس کے سرپرست راقم کے محسن و مربی، بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا تو غصہ میں آگئے کہا کہ میرے دفتر سے نکل جاؤ، میں نے سبب پوچھا تو فرمانے لگے کہ رحیم یار خان میں کتنے لوگ ہیں جو مجھے گالی دیتے ہیں، میں نے کبھی کسی کے سامنے شکایت کی؟ میں نے کہا کہ حضرت! آپ کی سرپرستی رہنی چاہیے، جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو مولانا اس کا حل ارشاد فرماتے۔ آج کل مکی مسجد کے خطیب حضرت مولانا غلام ربانیؒ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالرؤف ربانی ہیں اور اپنے والد محترم کی روایات کے امین!

بات تحریک نظامِ مصطفیٰ کی چل رہی تھی اور درمیان میں مولانا غلام ربانی آ گئے، چونکہ موصوف پاکستان قومی اتحاد کے بھی ضلعی صدر تھے۔ بندہ تین سال رحیم یار خان میں رہا۔ ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۸۰ء درمیان میں ایک سال کبروڑ پکا چلا گیا۔

قومی اتحاد کے دفتر سے ٹیلی فون:

۱۹۷۷ء کی تحریک کے زمانہ میں چونکہ بندہ اسٹیج سیکریٹری رہا تو کسی کیس میں پولیس کو مطلوب تھا۔ ایک رات مکی مسجد کے دفتر میں مولوی شبیر احمد عثمانی اور راقم الحروف سوئے ہوئے تھے کہ قومی اتحاد کے دفتر سے فون آیا کہ پولیس آپ لوگوں کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ ہو چکی ہے تو مولوی شبیر احمد اور راقم قاری حماد اللہ شفیق کے مکان میں چلے گئے اور پولیس تلاش کر کے واپس چلی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں بندہ پر مقدمہ:

۱۹۷۷ء کی تحریک کے نتیجہ میں مذاکرات ہوئے، قومی اتحاد کے بتیس مطالبات میں سے اکتیس مطالبات بھٹو حکومت نے تسلیم کر لئے، ایک مطالبہ باقی تھا کہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے بھٹو حکومت کو چلتا کیا اور ملک میں مارشل لاء نافذ ہو گیا، جس میں جلسے جلوس پر پابندی لگ گئی۔ بایں ہمہ مجلس نے تبلیغی سلسلہ جاری رکھا۔ رحیم یار خان کی موتی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس تجویز ہوئی۔ بندہ درخواست لے کر ایس ایس پی کے پاس گیا۔ غالباً اعجاز چیمہ نام تھا اور قادیانی تھا بندہ نے درخواست پیش کی۔ اس نے ڈی ایس پی کو مارک کی، ڈی ایس پی نے ایس ایچ او سے رپورٹ مانگی، تمام رپورٹیں کرانے کے بعد ایس ایس پی نے اجازت دینی تھی، چونکہ ایس ایس پی قادیانی تھا، اس نے کہلائے مولانا لکھ دیتا ہوں: ''نو الاوڈ'' (اجازت نہیں)۔ راقم الحروف نے منادی کرائی اور کانفرنس کرا ڈالی، جس میں مقامی علماء کرام کے علاوہ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ کے بیانات

ختم نبوت کانفرنس، جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ صدر جھنگ شیخ لاہوری کے زیر اہتمام ہر سال ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ امسال یہ کانفرنس ۱۸؍ ستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد شیخ لاہوری جھنگ صدر میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا مصدوق حسین شاہ امیر مجلس جھنگ نے کی۔ کانفرنس کی نگرانی حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نے کی۔ تلاوت و نعت سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ حضرت قاری شفیق حسانی نقشبندی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ اور ظہور مہدی علیہ الرضوان کے مسئلہ پر گفتگو کی۔ مولانا مسرور نواز جھنگوی (ابن امیر عزیمت مولانا حق نواز شہیدؒ) نے مسئلہ ختم نبوت کو خالص علمی انداز میں پیش کیا، جسے احباب کانفرنس نے پسند کیا۔ حضرت قاری شبیر احمد عثمانی فیصل آبادی نے خطیبانہ لہجے میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا۔ حضرت مولانا محمد معاویہ اعظم (ابن مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ) چیئرمین الاعظم ٹرسٹ نے ختم نبوت اور صحابہؓ کی قربانیوں پر سیر حاصل تقریر کی اور موضوع کا حق ادا کیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم سیلاب سے راستہ بند ہونے کی وجہ سے نہ پہنچ سکے۔ اس لئے دعا آخر میں حضرت مولانا محمد معاویہ اعظم نے کی۔ مولانا محمد اقبال شروانی نے قراردادیں پیش کیں۔

ہوئے، کیس بنا پولیس وقتاً فوقتاً تلاش کرتی رہی۔

قاری حماد اللہ شفیق کی سیاسی حکمت عملی:

قاری صاحب موصوف علی پور کے رہنے والے تھے۔ کافی عرصہ سے کسی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ایک روز کسی مسجد میں بیٹھے تھے کہ پولیس آئی اور میرے متعلق دریافت کیا۔ قاری صاحب نے کہا کہ مولوی شبیر! مولانا شجاع آبادی کہاں ہیں؟ مولوی شبیر بھی تربیت یافتہ تھے، انہوں نے کہا کہ وہ اسلام آباد، راولپنڈی، ہری پور ہزارہ، ایبٹ آباد، مانسہرہ کے تبلیغی دورہ پر گئے ہیں، کب واپسی ہوگی؟ قاری صاحب نے پوچھا مولوی شبیر احمد نے کہا تقریباً ایک ماہ کے بعد واپسی ہوگی، پولیس بے نیل ومرام واپس چلی گئی۔ ایک ماہ کے بعد پھر آئی اور پوچھا کہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو ملنا ہے۔ کسی مسجد کے موذن حافظ غلام حیدر موجود تھے۔ قاری صاحب نے پوچھا: غلام حیدر! مولانا شجاع آبادی کس علاقہ کے دورہ پر ہیں؟ غلام حیدر نے کہا کہ وہ سندھ کے دورہ پر ہیں۔ قاری صاحب نے پوچھا: کب واپسی ہوگی؟ بتلایا کہ تقریباً بیس روز بعد۔ گویا پولیس کو بیس روز کی پیشی دے دی۔ بیس دن کے بعد پھر پولیس آئی، تو قاری صاحب نے کہا کہ مولانا شجاع آبادی بستی امانت علی کی ایک مسجد (مسجد حنفیہ قمر آباد بستی امانت علی) میں رہتے ہیں، وہاں جاکر معلوم کریں تو پولیس نے بستی امانت علی کی مسجد سے ملحقہ مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک نابینا حافظ صاحب نے دروازہ کھولا اور پوچھا کون؟ پولیس نے کہا کہ آپ کا نام؟ حافظ محمد اسماعیل، حافظ صاحب نے کہا: پولیس نے کہا کہ گاڑی میں تشریف رکھیں اور ہمارے ساتھ تھانہ میں چلیں حافظ صاحب نے پوچھا کیوں؟ پولیس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حافظ صاحب کو زبردستی گاڑی میں بٹھلایا اور تھانے لے گئی۔ حافظ صاحب جماعت اسلامی کی مسجد کے امام تھے۔ جماعت کے امیر چوہدری ہارون الرشید باجوہ نے حافظ صاحب کی جان چھڑائی اور بتلایا کہ مولانا شجاع آبادی اور ہیں۔

روزنامہ امروز کی ڈائری:

ان دنوں مختلف مقامات سے روزنامہ امروز نکلتا تھا۔ امروز ملتان کے نمائندہ جناب بشیر انور چوہدری تھے۔ انہوں نے رحیم یار خان کی ڈائری لکھتے ہوئے سرخی جمائی: ''مولانا کے بجائے حافظ صاحب پکڑے گئے۔'' مذکورہ بالا واقعہ لکھنے کے بعد امروز نے لکھا کہ مولانا کے بجائے حافظ صاحب پکڑے گئے۔ نیز لکھا کہ محمد اسماعیل نام کے علماء کرام سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے نام کے ساتھ ''سابقہ'' یا ''لاحقہ'' ضرور لگائیں تاکہ پولیس کو تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

(جاری ہے)

132 اجزاء سے تیار کردہ

فیصل

معجون قوت دماغ زعفرانی

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک فری ہوم ڈلیوری

0314-3085577

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظامِ ہضم کی درستگی، بواسیر اور پیدائش خون کیلئے موثر علاج
- شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- معدہ وجگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- معجون کا مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت -/1200 روپے وزن 600 گرام

قیمت -/650 روپے وزن 300 گرام

اجزائے معجون

زعفران	دار چینی	شہد	مغز بادام
کشنیز	بلیلہ	جوہر آہن	برہمی بوٹی
مرچ سیاہ	ورق طلاء	بادیان	مغز اخروٹ
خشخاش	گاؤزبان	گل سرخ	طباشیر
اسطوخودوس	الائچی کلاں	الائچی خورد	زرشک
مغز تربوز	ورق نقرہ	گوند کتیرہ	جوہر مرجان
آملہ	مغز خیارین	مغز کدو	مویز منقی

ہر موسم، ہر عمر کی خواتین وحضرات کیلئے یکساں مفید | معیار اور مقدار کے ضامن

دوا بھی غذا بھی

فیصل FOODS ستارہ ملازہ ڈی گراؤنڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

0314-3085577

فحاشی کا سیلاب....کیا کریں؟

مولانا سید احمد رمیض ندوی

اس وقت بے حیائی اور فحاشی کا جو سیلاب ملک میں آیا ہوا ہے، اس سے پاکستان کا ہر سنجیدہ طبقہ متفکر و متشوش ہے۔ ایک جانب تو میڈیا کی کھلی اسلام اور پاکستان دشمنی ہے تو دوسری جانب موبائل فون کمپنیز کا جال مختلف پیکجز کی صورت میں قوم اور ملک کے جوان اثاثوں کو برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس وجہ سے جو فتنے پھیل رہے ہیں، وہ پہلے کی بہ نسبت نہ صرف تیز رفتار ہیں بلکہ شدید بھی۔

موجودہ صورت حال کو محض ایک سماجی مسئلہ قرار دے کر اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ دین کے مختلف شعبوں میں عوام کی رہنمائی جس طرح علماء کرام کی ذمہ داری ہے، اسی طرح علماء کرام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں ان منکرات کے خطرات کا احساس لوگوں کو کرائیں اور انہیں ان سے بچنے کی تدابیر بتائیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء اور درد مند احباب مل کر کوئی عملی اقدام اٹھائیں، ورنہ وہ دن دور نہیں کہ ہم عذاب الٰہی کا شکار ہو جائیں۔

ہمارے اکابر کی تاریخ رہی ہے کہ انہوں نے امت کو فتنوں سے بچانے کے لئے ہر قسم کا مجاہدہ فرمایا اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے اور آج انہی کی قربانیوں کا اثر ہے کہ ملک میں اسلامی تشخص برقرار ہے۔ موجودہ انحطاط کے دور میں بھی عوام کی نگاہوں میں علماء کی عقیدت ہے۔ ہر عالم کے ساتھ عوام کا ایک حلقہ ہے، علماء کو اپنے اپنے حلقوں میں ردِ منکرات کی محنت کرنی چاہئے، ورنہ آئندہ ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ عوام کا علماء سے رشتہ ختم ہو جائے۔

ہمارے دور طالب علمی میں دارالعلوم دیوبند میں مرکز دلی سے مولانا احمد لاٹ صاحب تشریف لائے، انہوں نے بتایا کہ سوویت یونین کے زوال کے بعد روس کی جماعت ہندوستان آئی، مرکز کی جانب سے اس جماعت کے ساتھ چند قابل علماء کو شامل کیا گیا۔ ان علماء کرام نے ایک مرتبہ جماعت کے ایک ساتھی سے سوال کیا کہ آپ کا علاقہ تو امام بخاری اور امام ترمذی اور محدثین کا علاقہ تھا، وہاں سے اسلام کا صفایا کیسے ہوا؟ تو جماعت کے ایک ساتھی نے کہا کہ آپ نے انتہائی اہم سوال کیا ہے، لیکن میں فوری طور پر اس کا جواب نہیں دے سکتا، اپنے ساتھیوں کے سامنے بات رکھوں گا، پھر سب کے مشورہ کے بعد جواب دیا جائے گا۔ چنانچہ سارے ساتھیوں نے بیٹھ کر غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ روس میں اسلام کے صفایا کے لئے پہلے عوام کو علماء سے بدظن کیا گیا، علماء سے عوام کا رشتہ کاٹ دیا گیا، اسکے بعد ہی مسلمانوں کی زندگیوں سے دین مٹانا آسان ہوا۔

اہم سوال یہ ہے کہ فحاشی اور بے حیائی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب پر روک کیسے لگائی جائے؟ اس صورت حال کی اصلاح کے لئے کس قسم کے عملی اقدامات کئے جائیں؟

جہاں تک قرآن وسنت کی روشنی میں حل کا تعلق ہے، قرآن نے نہایت مختصر الفاظ میں حل پیش کیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ”ولا تقربوا الفواحش“... فحاشی اور بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ...

اس وقت مسلم معاشرہ کی جو ابتر صورت حال ہے وہ اس قرآنی ہدایت کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جنسی خواہش کا مادہ رکھا ہے۔ جب لڑکا یا لڑکی جوانی کی عمر کو پہنچتے ہیں تو شہوت بھڑکنے لگتی ہے، اب صرف دو صورتیں رہ جاتی ہیں یا تو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی والدین نکاح میں عجلت کریں، تاکہ حلال طریقہ پر جنسی خواہش کی تکمیل کی جاسکے یا اگر نکاح میں تاخیر یقینی ہے تو انہیں ان راستوں سے بچائے رکھیں جو انہیں بدکاری کی جانب لے جاسکتے ہیں۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ”ولا تقربوا الفواحش“ جیسے بلیغ جملے میں بیان فرمایا۔ بدکاری کے مختلف راستے ہیں، مثلاً نگاہوں کی حفاظت نہ کرنا، بدکاری کا ایک آسان راستہ ہے۔ تقریباً تمام گھروں میں بیشتر وقت ٹی وی چلتا رہتا ہے۔ ٹی وی پر فحاشی، بے حیائی اور جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے کیسے کچھ پروگرام دکھائے جاتے ہیں، اس سے تو ہر شخص واقف ہے۔ قرآن وحدیث میں مومن مردوں اور عورتوں کے لئے نگاہوں کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے اور اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ نگاہوں کی حفاظت کے بغیر بدکاری اور شرم گاہوں کی حفاظت ممکن نہیں۔

ٹی وی پر ناچ گانے اور بوس وکنار، حتیٰ کہ وہ سب باتیں جو ایک میاں بیوی خلوت میں کرتے ہیں پیش کی جاتی ہیں۔ ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں شہوت انگیز مناظر مسلسل دیکھیں اور ان میں شہوت انگڑائی نہ لے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ عوامی مقامات، چوراہوں اور دیواروں پر انتہائی شرمناک فلمی پوسٹر

چسپاں ہوتے ہیں،اب اگر ہمارے جوان ان سے اپنی نگاہیں بچائے رکھیں تو بدکاری سے محفوظ رہ سکتے ہیں، لیکن صبح وشام ان پوسٹروں پر جانے اَن جانے نظریں پڑتی رہیں اور شہوت نہ بھڑکے،یہ کیسے ممکن ہے؟

اس دور کے ہمارے نونہال بچپن ہی سے ٹی وی پر فحش مناظر سے لطف اندوز ہونے کے عادی ہوچکے ہیں۔موبائل کی جدید سہولیات نے تو رہی سہی کسر پوری کردی ہے۔اب بچوں کے لئے ہر حال میں مخرب اخلاق مناظر اور ناچ گانے سے محظوظ ہونا بہت آسان ہوگیا ہے،پھر انٹرنیٹ نے تو دنیا بھر کی بے حیائی،عریانیت تک رسائی آسان کردی ہے۔

ہمارے بیشتر تعلیم یافتہ مہذب خاندانوں سے تعلق رکھنے والے احباب ٹی وی کو زندگی کا ایک جزو لاینفک سمجھتے ہیں اور ٹی وی سے احتراز کا مشورہ دینے والے علماء کو دقیانوسی، رجعت پسند اور ان جیسے طعنے دیتے ہیں۔ٹی وی کے ہزار فوائد شمار کئے جائیں لیکن اس کے جو نقصانات ہیں وہ سب پر بھاری ہیں۔اس کے اثرات بد ہمارے نونہالوں پر انتہائی بھیانک شکل میں مرتب ہورہے ہیں۔شرم وحیاء کا جنازہ نکل رہا ہے۔اسلام اور تہذیب اسلامی سے نفرت پیدا ہورہی ہے۔ٹی وی کی عادی نئی نسل بے حیائی، فحاشی، بے پردگی اور برہنگی کی دلدادہ ہوتی جارہی ہے۔

لڑکیوں اور لڑکوں کے معاشقوں کے جو واقعات پیش آرہے ہیں ان کے سدباب کے لئے گھروں سے ٹی وی کا صفایا اور بچوں اور نوجوانوں کو موبائل کے غلط استعمال سے روکنا ازحد ضروری ہے۔

نئی نسل کو بدکاری کی راہ پر ڈالنے کا دوسرا محرک مخلوط نظام تعلیم ہے۔نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور پھر بھی بدکاری سے محفوظ رہیں، کیسے ممکن ہے؟ ہمارے بیشتر والدین بچیوں کے لئے معیاری رشتوں کی خاطر مخلوط نظام تعلیم کے ذریعے اعلیٰ تعلیم دلوانا ضروری خیال کرتے ہیں۔اس طرح نوجوان بچیاں سال بسال کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنے ہم کلاس لڑکوں کے ساتھ وقت گزارتی ہیں۔بے تکلفی بتدریج تعلقات میں تبدیل ہوجاتی ہے۔سماجی رکاوٹیں تو مخلوط نظام تعلیم نے ختم کر ڈالیں، پھر جب دونوں دھڑکتے دل ایک دوسرے سے مانوس ہوجاتے ہیں تو مذہب واخلاق نام کی کوئی چیز بھی رکاوٹ نہیں بنتی۔

عصری تعلیم کی ضرورت سے انکار نہیں لیکن اپنی نسلوں کو بالخصوص لڑکیوں کو فحاشی کے فتنے سے محفوظ کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ والدین اپنی بچیوں کو مکمل پردہ کے ساتھ تعلیم دلائیں۔انہیں ایسے اداروں میں بھیجا جائے جہاں لڑکیوں کے لئے کلاسز کا علیحدہ مستقل انتظام ہو۔والدین اپنی لڑکیوں پر کڑی نظر رکھیں۔اسی کے ساتھ جب تک ہم اپنی بچیوں کو بے پردگی، اختلاط اور ٹی وی کے گندے مناظر سے محفوظ نہیں رکھیں گے اور گھریلو دینی تربیت کا خوب اہتمام نہیں کریں گے موجودہ صورت حال سے چھٹکارا ممکن نہیں۔اپنے بچوں اور بچیوں کو گھر میں دینی تربیت نہ دینا، نیز انہیں مخلوط تعلیمی اداروں میں تعلیم کے لئے بھیجنا ان کی نگرانی نہ کرنا دراصل ان کو ارتداد کے حوالے کرنا ہے۔

تعلیم کے حوالے سے ایک اور پہلو سے بھی غور کیا جانا چاہئے کہ اسلام میں کسب معاش کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے اور عورت کا دائرہ کار گھر کی چہاردیواری اور گھریلو نظام کی اصلاح ہے۔لڑکیوں کو پروفیشنل کورسز کرانا، انہیں ڈاکٹر، انجینئر بنانا یا زیادہ سے زیادہ کمائی کے لئے کوئی اور اعلیٰ تعلیم دلانا، اسلام میں خواتین کی ذمہ داریوں سے میل نہیں کھاتا، لیکن دین وایمان پر آنے والے ہر قسم کے خطرات مول لے کر عموماً عصری تعلیم اس لئے دلائی جاتی ہے کہ لڑکی کو معیاری رشتہ مل سکے۔معیاری رشتہ کا مطلب ایسا نوجوان جس کی ماہانہ لاکھوں کی آمدنی ہو، مال ودولت کی حرص ایمان وعقیدہ پر بازی لے جارہی ہے، جو انتہائی افسوسناک ہے۔

فحاشی کے موجودہ واقعات کا ایک اہم محرک لڑکیوں کا موبائل فون کا استعمال بھی ہے۔اس وقت ۸۰ فیصد نوجوان طلبا وطالبات سیل فون رکھتے ہیں۔بہت سی نوجوان طالبات کو خود ان کے والدین کی جانب سے سیل فون کا تحفہ دیا جاتا ہے۔اخباری اطلاعات کے مطابق پچاس فیصد نوجوان لڑکیاں سیل فون کا استعمال اپنے بوائے فرینڈ سے بات کرنے کے لئے کرتی ہیں۔سروے میں کہا گیا ہے کہ ایک لڑکی ایک سیل فون کے ساتھ تین سم کارڈ استعمال کررہی ہے،اسی طرح اس کی بھی تحقیق کی گئی کہ اکثر بچیاں پوسٹ پیڈ کے بجائے پری پیڈ زیادہ استعمال کرتی ہیں کیونکہ پری پیڈ سے کئے گئے کالز کی کالز ہسٹری حاصل نہیں کی جاسکتی، اس کے برخلاف پوسٹ پیڈ کے ذریعہ فون کرنے والا اور فون وصول کرنے والے کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے۔گھروں میں بچیاں اس انداز سے فون کا استعمال کرتی ہیں کہ والدین کو بھنک بھی نہیں لگتی۔

تعلیمی مراحل کے دوران بچوں اور نوجوانوں کو سیل فون دینا ان کے مستقبل کو تاریک بناتا ہے، والدین اسے معمولی سمجھتے ہیں جب کہ اس سے تباہی کے سارے راستے ہموار ہورہے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب تک فحاشی کا سدباب نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک ارتداد کے واقعات ختم نہیں ہوسکتے۔اشد ضرورت ہے کہ مسلم معاشرے سے فحاشی کے خاتمے کے لئے ہمہ جہت اقدامات کئے جائیں، جن میں سے کچھ کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے۔☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی اور انگریزی سلطنت

دوسری قسط

حافظ نصیر احمد، کراچی

اسلام کے دو حصے:

''میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے، سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(شہادت القرآن،ص:۸۴،۳۸۰)

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے:

''گورنمنٹ یہ خوب جانتی ہے کہ یہ عاجز عرصہ چودہ سال سے برخلاف ان تمام مولویوں کے بار بار یہ مضمون شائع کر رہا ہے کہ ہم لوگ جو گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت ہیں، ہمارے لئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گورنمنٹ ہذا کے زیر اطاعت رہنا اپنا فرض ہے اور بغاوت حرام ہے جو کچھ اس عاجز نے گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ بننے کے لئے بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے۔'' (عام اطلاع کے لئے ایک اشتہار ملحقہ سراج الاخلاق،۲۰۲/۸۸،۲۰۳/۸۹)

میری اور میری جماعت کی پناہ:

''میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنادیا ہے..... کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔''

(تریاق القلوب،ص:۲۸،۱۵۶)

انگریزوں کا آنا نعمت الٰہی ہے:

''انگریزوں کا اس ملک میں آنا مسلمانوں کے لئے درحقیقت ایک نہایت بزرگ نعمت الٰہی ہے، پس جب کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نعمت ہے تو پھر جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمت کو بے عزتی سے دیکھے وہ بلاشبہ بدذات اور بدکردار ہوگا.... خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دور سے لایا ہے اور اس کا آنا ہمارے لئے ایسا ہوا کہ ہم ایک دفعہ تاریکی سے روشنی میں آگئے اور قید سے آزادی میں داخل ہوئے اور نبوت کے زمانہ کی طرح اس ملک میں دعوت اسلام ہونے کی اور ہمارے خدا نے بھی جس کی نظر کے سامنے ہر ایک سلطنت ہے جو اپنے قدیم وعدے کو پورا کرنے کے لئے اسی سلطنت کو موزوں دیکھا (یعنی مرزا صاحب کو مسیح موعود بنانے کے لئے:مولف)۔''

(ایام الصلح،ص:۱۴۰،۲۶۶،۱۲۵)

نورانی عہد کا نور:

''اے ملکہ معظمہ.... تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پر امن اور کون سا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا.... تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو سو خدا نے بڑے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔'' (ستارۂ قیصریہ،ص:۱۱۶،۱۱۷)

نور، نور کو:

''اے ملکہ معظمہ.... تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا، کیونکہ نور، نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے، (اس لئے ملکہ برطانیہ کے نور نے قادیانی نور کو اپنی طرف کھینچا۔ سچ ہے: لجنس یمیل إلی الجنس)۔''

(ستارۂ قیصریہ،ص:۷،۱۱۷)

پُرامن حکومت کی پناہ:

''میرے لئے خدا نے کہا کہ میں آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی پُرامن حکومت کی پناہ لوں۔'' (تحفۂ قیصریہ،ص:۳۱،۲۵۵)

مبارک گورنمنٹ:

''خدا تعالیٰ کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے اس زمانہ میں ایسے شخص کو پھر ایمان زندہ کرنے کے لئے مامور کیا اور اس لئے بھیجا تا کہ لوگ قوت یقین میں ترقی کریں، وہ اسی مبارک گورنمنٹ کے عہد میں آیا وہ کون ہے؟ وہی ہے جو تم میں کھڑا بول رہا ہے (یعنی خود بدولت قادیانی صاحب۔ للمولف)۔'' (روئیداد جلسہ دعا،ص:۶۱۵)

اسلام بول۔

''ہم گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتے ہیں اور دلی وفادار اور دلی شکر گزار ہیں کیونکہ اس کے زیر سایہ اس قدر امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں کہ کسی دوسری سلطنت کے نیچے ہرگز امید نہیں کہ وہ امن حاصل ہو سکے، کیا میں اسلام بول میں امن کے ساتھ اس دعوے کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں (توبہ، استغفراللہ، کسی اسلامی سلطنت میں یہ کفر؟ للمولف)۔'' (کتاب البریہ، ص:۳۲۱)

خاص مکہ معظمہ:

''ہم جس کوشش اور سعی اور امن اور آزادی سے اسلامی وعظ ونصائح بازاروں میں، کوچوں میں، گلیوں میں، اس ملک میں کر سکتے ہیں اور ہر ایک قوم کو حق پہنچا سکتے ہیں یہ تمام خدمات خاص مکہ معظمہ میں بھی نہیں بجالا سکتے چہ جائیکہ کسی اور جگہ تو پھر کیا، اس نعمت کا شکر کرنا ہم پر واجب ہے یا یہ کہ مفسدہ بغاوت شروع کردیں۔'' (اتمام الحجہ، ص:۳۵، ۳۰۷/۸، ۲۸)

مکہ معظمہ اور قسطنطنیہ کے درندے:

''اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ (مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب) اسے جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لئے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے ہم مذہب اور مشرب کے موافق ہیں، لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لئے بطور درندوں کے ہیں، الا ماشاء اللہ اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ مجھے مبعوث فرمایا ہے جس کا مقصد دل آزاری نہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص:۱۲۸، ۲۹۴/۲۱)

بابرکت وجود:

''اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقع ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہیں مل سکا، کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عمل داری میں تلاش کرنا چاہیں تو لا حاصل ہے، کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ہم لندن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جن کا خاص مکہ معظمہ میں میسر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے.... اس محسن گورنمنٹ کا یہ احسان بھی کچھ تھوڑا نہیں ہے کہ وہ ہمارے مال اور آبرو اور خون کی جہاں تک طاقت ہے سچے دل سے محافظت کر رہی ہے (کفر وارتداد کی تبلیغ تو غلام ہندوستان یا لندن کے بازار میں ہی ہو سکتی ہے۔ للمولف)۔'' (ست بچن، ص:۷، ۱۵۲/۱۰)

ظالم طبع ملاّ:

''خدا کا یہ فضل اور احسان ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا، اگر ہم کسی اور سلطنت کے زیر سایہ ہوتے تو یہ ظالم طبع ملا کب ہماری جان اور آبرو کو چھوڑنا چاہتے۔'' (کتاب البریہ، ص:۴۰، ۳۲/۱۳)

ٹکڑے ٹکڑے:

''اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو (یعنی مرزا صاحب کو) ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔'' (ایام الصلح، ص:۲۹، ۲۵۵/۱۴)

خدا کے شکر کے ساتھ:

''اول میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ایسی پُرامن گورنمنٹ کے سایہ میں ہمیں جگہ دی جو ہمیں اپنے مذہبی اشاعت سے نہیں روکتی اور اپنے عدل اور دادگستری سے ہر ایک کانٹا ہماری راہ سے دور کرتی ہے سو ہم خدا کے شکر کے ساتھ اس گورنمنٹ کا بھی شکر کرتے ہیں۔'' (لیکچر لاہور، ص:۱، ۱۴۷/۲۰)

میرے اعلیٰ مقاصد:

''میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا کر رہا ہوں، اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں، ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے تھے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔'' (تحفہ قیصریہ، ص:۳۱، ۲۸۳/۱۲)

اسلامی مقاصد:

''ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ سوم، ص:۱۴۱)

(جاری ہے)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

تیسری قسط

سعود ساحر

فتنۂ قادیان کے پاکستان میں کریا کرم سے ایک برس قبل مرزا غلام کذاب کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دینے کا قانون آزاد کشمیر کی اسمبلی کے میر پور اجلاس میں منظور کیا گیا تھا۔ اس وقت آزاد کشمیر میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی حکومت تھی اور صدارتی نظام کے تحت براہ راست ووٹوں سے صدر ریاست بننے والے مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان تھے، یہ قرارداد اسمبلی میں ایک مرد مجاہد ریٹائرڈ میجر ایوب خان نے پیش کی تھی، جو متفقہ طور پر منظور ہوئی، اس وقت آزاد مسلم کانفرنس کی اسمبلی میں ایک نشست تھی جو چوہدری نور حسین کے برادر خورد اور چوہدری سلطان کے چچا چوہدری خادم حسین نے جیتی تھی، لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی اطلاع میر پور شہر میں عام ہوئی تو ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، جس کا سبب کوئی نہ جان سکا۔ البتہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس بلاوجہ فساد کی خبر ملک بھر کے اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کی اور اس حوالے سے آزاد کشمیر حکومت پر تنقید بھی ہوئی، مگر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلے کو ایک سطر کی بھی جگہ نہ ملی۔ اب یہ خوف تھا کہ قادیانی، پالیسی ساز انتظامی عہدوں پر تھے ان کا دباؤ تھا؟ کس نوع کے مفادات تھے؟ اس پر کسی رائے کا اظہار ممکن نہیں! مگر سچائی یہ ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی یہ قرارداد اخبارات میں جگہ نہ پا سکی۔ اس کے برعکس آزاد کشمیر میں مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان کی حکومت کے خلاف سازشوں کا آغاز ہوا اور مسلم کانفرنس اور اس کے قائدین کو آزاد کشمیر میں داخلے کی اجازت نہ ملی، ایک طویل مدت کے بعد ایکٹ ۱۹۷۰ء کے تحت ہونے والے انتخابات میں صدارتی نظام کے تحت بڑی حد تک اندرونی اختیارات کے ساتھ حکومت قائم ہوئی تھی اور وزارت امور کشمیر کے ایک ادنیٰ افسر کی بالادستی سے نجات ملی تھی۔ اس ایکٹ میں ترمیم کرکے ایکٹ ۱۹۷۴ء بنایا گیا اور صدارتی نظام کی جگہ پارلیمانی نظام رائج کیا گیا۔ سردار عبدالقیوم خان کو ایوان صدر سے پلندری جیل بھیج دیا گیا، بھٹو صاحب مرحوم نے زور زبردستی سے آزاد کشمیر کی تمام جماعتوں کو پیپلز پارٹی آزاد کشمیر میں ضم ہونے پر مجبور کیا، البتہ مسلم کانفرنس پر ان کا زور نہ چل سکا (ایک تصحیح ضروری ہے، میں سہواً ایم ایم احمد کو مرزا کذاب کا نواسہ لکھ گیا، احباب نے توجہ دلائی کہ ایم ایم احمد مرزا ملعون کے بیٹے مرزا شریف کا بیٹا یعنی کذاب کا پوتا تھا)۔

کشمیر کی بات ہوئی تو نوجوان نسل کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اس فتنۂ دجال کے اثرات کشمیر میں بہت گہرے تھے، سبب اس کا یہ تھا کہ وزراء کی نیابت پر حکیم نورالدین پہلا آدمی تھا اور مہاراجہ کشمیر کا شاہی حکیم بھی! اقتدار کی قربت، بے پناہ اثر و رسوخ، بہت سے ہمارے کشمیری اکابرین کے والدین اس مکر و فریب کے جال میں پھنس گئے، شیخ عبداللہ کے بارے میں بھی عام کشمیریوں میں یہ بدگمانی پائی جاتی تھی اور کشمیری عوام کی اکثریت کی سوچ کے برعکس نیشنل کانفرنس کا ہندوستان کی طرف جھکاؤ ان شکوک میں اضافہ کرتا تھا، اسی سبب سے کشمیری مسلمانوں نے شیخ عبداللہ سے الگ ہوکر اپنی جماعت آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس بنائی، جس کے سربراہ رئیس الاحرار چوہدری غلام عباس تھے اور چوہدری غلام عباس کے والدین بھی قادیانی تھے، تاہم جب چوہدری غلام عباس اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور آئے تو مسلمان علماء اور اکابرین سے ملاقاتوں اور شوق مطالعہ نے مرزا کی حقیقت عیاں کردی، نوجوان نسل کی نظر سے تو محترم م الیاس برنی" کی ضخیم کتاب نہ گزری ہو، مگر ہماری جوانی کے دور میں اس کتاب کا گھر میں ہونا بھی لازم تھا اور اس کا مطالعہ بھی فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ محترم برنی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت دے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے، انہوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کا سامان کیا اور اپنی طرف سے کچھ نہ لکھ کر مرزا کی تمام مضحکہ خیز دعوؤں اور کذب و ریا کو ظاہر کردیا، چوہدری غلام عباس نے حقیقت سے آگاہی کے بعد اپنے والدین سے قطع تعلق کیا اور اپنے بھائیوں کو لاہور بلا لیا اور انہیں بھی اس فریب سے بچایا اور ساری زندگی جدوجہد میں گزار دی، یہ عجیب بات ہے کہ جب چوہدری غلام عباس کا ایوب خان کے دور میں انتقال ہوا تو ان کی یہ وصیت تھی کہ کشمیر کو جانے والی شاہراہ کے کنارے مجھے دفن کیا جائے، یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ایوب خان کی حکومت چوہدری صاحب کی اس آخری خواہش کی راہ میں رکاوٹ کیوں بنی؟ حیرت کی بات ہے کہ اس زمانے میں راولپنڈی شہر کی آبادی موجودہ بے نظیر ہسپتال سے بہت پہلے ختم ہوجاتی تھی، باقی

چھوٹے چھوٹے دیہات تھے، فیض آباد تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا، آج جہاں انجمن فیض الاسلام کا عظیم الشان ”اپنا گھر“ ہے، یہاں سینکڑوں کشمیری اور پاکستانی میت کو لے کر شام تک بیٹھے رہے، انتظامیہ قبر کھودنے کی اجازت دینے سے انکاری تھی اور ہجوم کا اصرار تھا کہ تدفین یہیں ہوگی، اشتعال انگیز تقریریں بھی تھیں اور انتظامیہ کی اکڑفوں بھی۔ غالباً محترم احمد ندیم قاسمی نے یہ اشعار اسی موقع کے لئے کہے تھے:

خزاں دلوں میں جڑیں چھوڑنے کی فکر میں ہے
کہاں گیا میرے پروردگار موسم گل
بتایئے سرے راہے بہار میرا مزار
میری سرشت میں انتظار موسم گل

ابھی مری روڈ پر ہر میل کے بعد جو سنگ میل تھے، ان پر مری، مظفر آباد اور سرینگر کا فاصلہ درج تھا، جو اب ناکارہ بجھ کر کسی گہرے گڑھے میں دفن ہیں۔ پھر ایک مرد طرح دار راولپنڈی میں چھوٹے بڑے تنازعات کا سہولت کار اور یتیم خانہ فیض الاسلام کا بانی میاں حیات بخش بروئے کار آیا، غیر سیاسی سماج کا غیر متنازعہ رہنما جو ایوب خان تک رسائی رکھتا تھا، اتنی اجازت حاصل کر پایا کہ سڑک کے کنارے نہیں بلکہ ایک فرلانگ دور چوہدری صاحبؒ کی تدفین ہو۔ قادیانیوں کی چوہدری غلام عباس سے برہمی کی بھی ایک وجہ تھی اور ایوب خان کو اس بات کا بھی غصہ تھا کہ صدارتی انتخابات میں مسلم کانفرنس اور اس کی قیادت نے مادر ملت کا ساتھ دیا تھا۔ قادیانی گروہ کہاں کہاں اور کس کس طرح مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف نہ رہا۔ ایوب خان کے پیرو مرشد پیر دیول شریف نے اعلان کیا کہ وہ خضری یونیورسٹی قائم کریں گے، ایوب خان نے پیر صاحب کی خوشنودی کے لئے فیض الاسلام کمپلیکس کے مقابل کئی ایکڑ زمین اسی مقصد کے لئے پیر دیول کو دی اور یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے خصوصی فنڈ سے دو کروڑ روپے بھی عطا کئے، مگر یونیورسٹی نہ بن سکی، زمین پیر صاحب کے صاحبزادگان نے فروخت کر دی۔ ہوا یہ کہ یونیورسٹی کا منصوبہ سامنے آیا تو پیر صاحب کے مریدوں کے روپ میں کئی تعمیرات کے ماہر مالیات کے امور سے آگاہی رکھنے والے قادیانی اس منصوبہ پر مسلط ہو گئے اور ضروری عملہ بھی اپنے اعتبار کے بندوں سے منتخب کیا۔ ایک برس تیاریوں میں یوں گزرا کہ جھوٹے پیمبر کے ماننے والے جو مرید کا بہروپ بھر کر منصوبے کے کرتا دھرتا بنے تھے، ساری رقم خرد برد کر کے غائب ہو گئے، پیر صاحب شرم کے مارے مقدمہ بازی بھی نہ کر سکے، نہ مدعی نہ عدالت، حساب صاف ہوا، ان مردودوں کو بچانے والے کسی پیر سے زیادہ کرامات رکھتے تھے۔

یہ ربوہ میں پنجاب یونیورسٹی کے طلبا کے ساتھ قادیانیوں کی غنڈا گردی سے ایک دو برس پہلے کی بات ہے، ایک نہایت معتبر اخبار نویس محترم عبدالکریم عابد راولپنڈی تشریف لائے، عبارت آرائی اور مدلل تحریریں لکھنے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے، نہایت سادہ مزاج اور بے ریا انسان تھے، اپنے مقام و مرتبہ کے حوالے سے پڑھے لکھے حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ پیر علی محمد راشدی اپنے زمانے کے منفرد انسان تھے، ان کی تحریریں بھی بڑی وقعت رکھتی تھیں، محترم عبدالکریم عابد سے ان کی یاد اللہ بھی تھی۔ پیر علی محمد راشدی، وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مشیر تھے، عابد صاحب نے پیر صاحب سے ملاقات کا ارادہ کیا تو برادر محترم مختار حسن اور راقم کو بھی ساتھ چلنے کو کہا، پیر صاحب نے عابد صاحب کی خوشدلی سے پذیرائی کی، ہمارا تعارف بھی کرایا اور پیر صاحب سے گفتگو میں مصروف ہو گئے، گفتگو کا موضوع حالات حاضرہ تھا، پیر صاحب کی دلچسپی اقتدار کے ایوانوں سے باہر سیاسی سرگرمیوں سے تھی، وہ یہ بھی جاننا چاہتے تھے کہ مخالف سیاسی عناصر اور بعض دوسرے گروہ حکومت کے بارے میں کیا کہتے اور سوچتے ہیں۔ عابد صاحب بہت محتاط انداز میں مخالف سیاسی جماعتوں کے بارے میں بتا رہے تھے اور بھٹو صاحب کے اس انداز فکر پر ہلکی پھلکی تنقید بھی کرتے جاتے تھے کہ بھٹو صاحب ایک بار انتخابات میں کامیابی کو دائمی فتح اور دائمی شکست قرار دیتے ہیں، جبکہ انتخاب ایک محدود مدت کے لئے کسی سیاسی جماعت کو ریاست کے کار انتظام چلانے کا حق دیتے ہیں، جہاں تک یاد پڑتا ہے، عابد صاحب نے یہ بھی کہا کہ شملہ جاتے ہوئے تمام مخالف جماعتوں نے جس طرح غیر مشروط حمایت کی، اس فضا کو قائم رکھنے اور جیو اور جینے دو کے اصول کو اپنانا ہی بہتر راستہ ہے۔ جس سے گریز کی راہ اختیار کی جارہی ہے، جو چھوٹی چھوٹی سیاسی جماعتوں کو اتحاد کا راستہ دکھائے گا اور حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہوگا، ایک سرسری بات عابد صاحب نے یہ بھی کہی کہ قادیانی گروہ کی طرف سے البتہ سازش کا خطرہ بھی ہے اور نظر انداز کئے جانے پر خفگی کا احساس انہیں ہوگا اور ان کے بعض ذمہ دار بھی کہتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء کے انتخاب میں پی پی پی کی کامیابی میں ان کا تعاون اور امداد بھی شامل تھا۔ جس کا خاطر خواہ فائدہ انہیں ہوا اور کابینہ کے بعض ارکان ان کے خلاف باتیں بھی کرتے ہیں اور کتابیں بھی لکھ رہے ہیں۔ ان اطلاعات کا ذریعہ نہ پیر صاحب نے پوچھا: نہ عابد صاحب نے بتانا ضروری سمجھا، گھنٹے بھر کی ملاقات اختتام کو پہنچی اور عبدالکریم عابد عام سی بس میں بیٹھ کر لاہور روانہ ہوئے اور ہم دونوں چائے نوشی کی خاطر مال روڈ کے عمدہ چائے خانے میں بیٹھ گئے۔ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ بھٹو صاحب کے چیف سیکورٹی افسر عبدالحمید نمودار ہوئے اور ہم دونوں کو بازوؤں سے پکڑ کر باہر لے آئے، جیپ میں بٹھا دیا، دفتر لائے، انہیں محترم عبدالکریم عابد کی تلاش تھی اور بقول ان کے ہوائی

اڈے اور ریلوے اسٹیشن پر ہر جگہ تلاش کے باوجود عابد صاحب کا سراغ نہ پایا، جس ہوٹل میں عابد صاحب کا قیام تھا، وہاں سے وہ رخصت ہو چکے، یہ صاحب تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ اتنا بڑا اخبار نویس کھٹارا بس کے ذریعے سفر کر سکتا ہے۔ مختار حسن اور راقم اس بیچ کے سوا کسی اور بات سے بے خبر تھے کہ ہم نے لاہور جانے والی بس میں عابد صاحب کو سوار کرایا ہے، جسے درست بات ماننے کے لئے ڈی ایس پی عہدے کا یہ افسر آمادہ نہ تھا۔ ہمیں اپنے ماتحتوں کی نگرانی میں چھوڑ کر عبدالحمید صاحب باہر نکل گئے، یہ موٹروے کے وجود میں آنے سے پہلے کا زمانہ ہے، لاہور کا فاصلہ تو اتنا ہی تھا، مگر وقت آٹھ گھنٹے لگتا تھا، خدا خدا کر کے وقت گزرا اور عبدالحمید صاحب نے ہمیں جانے کی اجازت دے دی کہ عابد صاحب لاہور بس کے اڈے پر دستیاب ہو گئے تھے، یقیناً واپس لائے جا رہے تھے۔ بھٹو صاحب اور عابد صاحب کی ملاقات میں کیا ہوا؟ عابد صاحب نے اپنی بات کی صداقت میں وزیر اعظم کو کیا بتایا؟ اس سے ہم تو لاعلم رہے اور اندرون خانہ بھٹو صاحب نے اس سازشی گروہ کی ناپاک سرگرمیوں کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے، مگر یہ یقین ہے کہ بھٹو مرحوم یہ سب کچھ نظر انداز کرنے والے نہ تھے۔

پھر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء سے غنڈہ گردی کا واقعہ رونما ہوا۔ جس نے امت مسلمہ کو مشتعل کر دیا۔ جلسے ہوئے، جلوس نکلے اور امن وامان کے لئے خطرہ بن گئے۔ اس وقت قادیانیوں کے حوصلوں اور جرأت کا یہ عالم تھا کہ گاڑی ربوہ (چناب نگر) پر ٹھہری تو قادیانی اپنا لٹریچر تقسیم کرنے لگے، یہ حرکت جب طلبا بوگی میں کی گئی تو نوجوانوں نے ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ ۲۹ر مئی کو جب طلباء پشاور سے واپس آ رہے تھے تو ہزاروں قادیانی غنڈے بندوقوں، تلواروں، آہنی مکوں سے مسلح ہو کر گاڑی پر حملہ آور ہوئے۔ ریکارڈ بتاتا ہے کہ بوگی کے دروازے، کھڑکیاں توڑ کر قادیانی غنڈوں نے طلبا کو ان کے جذبہ ایمانی کی سزا دی اور طالب علم رہنما ارباب عالم پر اس قدر تشدد کیا کہ وہ بے ہوش ہو گئے، غنڈوں کی قیادت مرزا طاہر کر رہا تھا، طلبا کا سامان لوٹ لیا گیا، قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے گاڑی کی روانگی میں تاخیر کی۔ یہ ایسا عمل تھا جیسے گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔

گاڑی جب لائل پور (اب فیصل آباد) پہنچی تو اسٹیشن پر خلق خدا کا وہ ہجوم تھا کہ اب تک دیکھا نہ سنا، مشتعل ہجوم نعرے بازی کر رہا تھا، اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے مولانا تاج محمودؒ، ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر حاضرین سے مخاطب تھے:

''میرے بچو! تمہارے جسم سے بہنے والے مقدس خون کی قسم! میرا وعدہ ہے کہ خون کے ایک ایک قطرے کا قادیانیوں سے حساب لیا جائے گا اور غنڈوں کا یہ گروہ اپنے بدتر انجام تک پہنچے گا۔ ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک اس کا حساب نہ چکا لیں، آپ کے خون کے ہر قطرے سے قادیانیوں کی موت کے پروانے پر دستخط ہوں گے۔''

مولانا تاج محمودؒ نے طلبا کو ایئر کنڈیشن بوگی میں ملتان روانہ کیا، اسی شام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی ہدایت پر مولانا تاج محمودؒ نے قادیانیوں کے خلاف تحریک کا اعلان کیا۔ پورے ملک میں ہڑتالوں، مظاہروں اور جلسے جلوس، قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ ہوا، مسلمانوں کی گرفتاریاں ہوئیں، لاٹھیاں برسیں، اس جذبہ کا کوئی توڑ نہ ہو سکا اور مولانا تاج محمودؒ کے الفاظ میں نوجوانوں کے لہو سے قادیانیوں کی فکری موت پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے دستخط کر دیئے۔ ان کی تبلیغ کے سوتے خشک ہوئے، ان کی مملکت کا نام مٹا کر ربوہ سے چناب نگر ہوا۔

۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں حزب اختلاف نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی، جس کے محرکین میں جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ۲۲ ارکان شامل تھے، بعد ازاں پندرہ دوسرے ارکان نے بھی اس قرارداد پر دستخط کر دیئے۔ ان میں ہر عقیدے اور ہر مسلک کے مسلمان ارکان شامل تھے، یہ نام اسمبلی کے ریکارڈ پر بھی ہیں۔ یاددہانی اور تاریخ کے اوراق پر ان جگمگاتے ناموں کو دہرانے سے تحریر کا حق بھی ادا ہوگا: مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید محمد علی رضوی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا ظفر احمد انصاری، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، مولانا صدر الشہید، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، عمرا خان، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق، سردار شیر باز مزاری، عبدالحمید جتوئی، محمود اعظم فاروقی، مولانا نعمت اللہ، مخدوم نور محمد، غلام فاروق، سردار شوکت حیات، راؤ خورشید علی خان، سردار مولا بخش سومرو، حاجی علی احمد تالپور، رئیس عطاء محمد مری، بعد میں جن پندرہ ارکان نے دستخط کئے، ان میں ملک کرم بخش اعوان، غلام حیدر بھروانہ، صاحبزادہ صفی اللہ، میجر جنرل (ر) جمال دار شامل ہے۔ اب ان واجب التعظیم اور جنت کے حق دار حضرات میں سردار شیر باز مزاری اور احمد رضا قصوری حیات ہیں باقی بہترین اجر کے لئے اللہ کے حضور چلے گئے۔

کہتے ہیں کہ تحریک کے دوران مرزا قادیانی کا یہ ''الہام'' ربوہ (چناب نگر) کی دیواروں پر جگہ جگہ لکھوایا گیا: ''خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آ رہا ہے۔'' مگر قادیانیوں کا خدا اور اس کی افواج نہ آئیں اور کملی والے کے غلاموں نے ایک صدی کی جدوجہد کا صلہ پالیا، اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کے سب مکر جانتا ہے۔

(جاری ہے)

مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار

امسال بھی یکم ستمبر سے آخر ستمبر تک پورے ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ماہِ ختم نبوت منایا گیا۔ ۷؍ستمبر کو فیصل آباد، اسلام آباد، اٹک، پشاور اور ملک بھر میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، کو چالیس سال مکمل ہونے پر نئی نسل کو قادیانیت کے عقائد وعزائم سے آگاہ کرنے کے لئے ملک بھر میں پروگرام منعقد ہوئے، جن کی تفصیلات تو آتی رہیں گی۔ ذیل میں ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

حاجی صغیر احمد مدظلہ سے ملاقات:

آج یکم ستمبر بعد نماز عصر ریحانۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ ارشد حضرت الحاج حافظ صغیر احمد مدظلہ سے ان کی خانقاہ اور مسجد احسان میں عصر کی نماز کے بعد ملاقات ہوئی اور ان سے دعائیں لیں۔ مرکزی جامع مسجد انارکلی کے خطیب حضرت مولانا میاں عبدالرحمن کے فرزند ارجمند مولانا محمد میاں اور محمود میاں سے ملاقات ہوئی۔

حکیم عبدالکریم:

حکیم عبدالکریم پٹی والے کے فرزند ارجمند حکیم فضل اللہ ندیم دفتر ختم نبوت لاہور تشریف لائے، ناشتہ دفتر میں کیا۔ حکیم عبدالکریم صاحب نے ایک مرتبہ بتلایا کہ میرے والد محترم حکیم خدا بخش لاہور شیرانوالہ میں حکیم سلطان کے ہاں جاتے تاکہ ان سے کیمیا گری کا نسخہ حاصل کر سکیں، تو ایک دن حکیم سلطان نے کہا کہ حکیم صاحب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ تو والد صاحب نے بتلایا کہ کیمیا گری کا نسخہ، تو حکیم موصوف نے کہا کہ کیمیا گری نسخہ میرے پاس نہیں بلکہ مولانا احمد علیؒ (لاہوری) کے پاس ہے تو میرے والد صاحب حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ حضرتؒ مریدین سے فارغ ہو کر میرے والد صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور آنے کا سبب پوچھا تو والد صاحب نے کہا کہ کیمیا گری کا نسخہ بتلادیں۔ تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ آپ اپنے گھر سے ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر آئیں، تو والد صاحب نے والدین سے اجازت لی اور حضرت والا کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت والا نے ایک ہفتہ گزرنے کے بعد فرمایا: حکیم صاحب! کیمیا گری کا نسخہ چاہئے یا دل کو کیمیا بنانے کا؟ تو والد صاحب نے جواب میں کہا کہ دل کو کیمیا بنادیں اور حضرت لاہوریؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔ اب تیسری چوتھی پشت شیرانوالہ سے متعلق ہے۔

شیخوپورہ میں میٹنگ:

جوتیاں والا موڑ قاری محمد ابوبکر زید مجدہ کے مدرسہ میں ختم نبوت کانفرنس سے متعلق منتظمہ کی میٹنگ میں شرکت کی۔

وار برٹن میں جلسۂ ختم نبوت:

۲؍ستمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد عیدگاہ میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مفتی عمر فاروق نے کی۔ جلسہ سے مولانا ریاض احمد وٹو اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ اختتامی دعا فیروز وٹواں کے مدرسہ اجمل المدارس کے مہتمم مولانا سرور شعیب نے کرائی۔ وار برٹن میں مولانا حسین علی یاد آئے جو چنیوٹ اور چناب نگر کی کانفرنسوں میں تادم زیست شرکت کرتے رہے۔ ایک پاؤں سے معذور ہونے کے باوجود تادم زیست متحرک وفعال رہے، ان کا ایک بیٹا پولیس مقابلہ میں جاں بحق ہوا۔ دوسرا شہر چھوڑ گیا، خود مرد قلندر تھے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ۔ آمین۔ رات کا کھانا جامعہ امدادیہ میں تھا اور قیام اجمل المدارس میں رہا۔

۳؍ستمبر کا دن بہت مصروف گزارا، صبح کی نماز کے بعد درس اجمل المدارس کی جامع مسجد میں ہوا۔ پونے آٹھ بجے سے سوا آٹھ تک جامعہ ہائر سیکنڈری اسکول شیخوپورہ میں سینکڑوں اساتذہ وطلبا سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب ہوا۔ گیارہ سے ساڑھے گیارہ تک ''وارث شاہ ڈگری کالج'' جنڈیالہ شیر خان شیخوپورہ کے پروفیسرز اور طلباء سے خطاب کیا۔

مغرب کے بعد قاری محمد الیاس اور سید تجمل حسین کی معیت میں ''مرزا ورکاں'' میں جامع مسجد بلال میں بیان ہوا۔ قاری محمد کاشف نے وفد کا کھانے سے اکرام کیا۔

قدرت آباد میں جلسہ ختم نبوت:

جنڈیالہ شیر خان کی مضافاتی بستی قدرت آباد کے مدرسہ تعلیم القرآن میں جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا قاری محمد سلیم نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ شہر کے امیر مولانا مشرف حسین، مولانا امتیاز احمد کشمیری، مولانا سعید احمد، قاری محمد الیاس اور راقم کے بیانات ہوئے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد اسلم نے سرانجام دیئے۔ جلسہ رات گیارہ بجے تک جاری رہا۔

مدینہ مسجد قدرت آباد میں قاری سعید احمد کی دعوت پر صبح کی نماز کے بعد راقم نے ’’ان لــــــــی اسماء‘‘ پر درس حدیث دیا۔

کیلے میں بیان:

بعد نماز ظہر جامع مسجد سیدنا صدیق اکبرؓ میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس میں قاری محمد الیاس ناظم مجلس شیخوپورہ اور راقم کے بیان ہوئے جلسہ کا اہتمام مولانا مختار احمد نے کیا۔

اجنیانوالہ:

جامع مسجد بلال میں راقم الحروف نے بیان کیا۔ انتظام مولانا سید عثمان ترمذی نے کیا۔

جھبراں میں ختم نبوت کانفرنس:

بعد نماز مغرب جامع مسجد درس والی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عثمان غنی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جلسہ کا اہتمام فاضل نوجوان مولانا محمد شفیق نے کیا۔ موصوف نے جامعہ ختم نبوت چناب نگر سے ردقادیانیت وعیسائیت کورس بھی کر رکھا ہے۔

خطبۂ جمعہ:

مولانا محمد ایوب طاہر کی دعوت پر جامع مسجد سوسائٹی میں دیا۔ شدید ترین بارش کے باوجود سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

جامع مسجد نمرہ مریدکے میں جلسہ:

۵؍ستمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد نمرہ مریدکے میں جلسہ منعقد ہوا، جس میں راقم الحروف کا تفصیلی بیان ہوا۔ بارش کی شدت کے باوجود احباب نے شرکت کی، جلسہ کا اہتمام مولانا مفتی ندیم معاویہ نے کیا۔

ضلع شیخوپورہ کے تمام پروگراموں میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا ہی موضوع گفتگو رہا۔ نیز ۱۳؍ستمبر کو کمپنی باغ شیخوپورہ میں منعقد ہونے والی بین الاضلاعی ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دی گئی۔ رات کا قیام مسجد نمرہ میں ہی رہا۔ صبح کی نماز کے بعد چناب نگر کے لئے روانگی ہوئی۔

چناب نگر میں ختم نبوت سیمینار:

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کی یاد میں ۶؍ستمبر کو جامع مسجد ختم نبوت چناب نگر میں ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا غلام مصطفی نے کی۔ سیمینار سے جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کے خطیب مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، جماعت اسلامی چنیوٹ کے امیر سید نورالحسن شاہ، چنیوٹ کے علماء کرام مولانا عبدالوارث، قاری محمد ایوب، مولانا خلیل احمد اشرفی، مولانا سیف اللہ خالد، قاری عبدالحمید حامد، مفتی محمد افضال، مولانا فیض اللہ سلیمی، قاری حفیظ اللہ طاہر، قاری محمد افضل برہانی، مولانا محمد عارف، چناب نگر کے مولانا عابد حسین خان کے خطابات ہوئے آخری اور تفصیلی خطاب راقم الحروف کا ہوا، جس میں سانحہ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے اسباب وعلل، تمام مسالک کے اتحاد و اتفاق سے شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں چلنے والی تحریک، اسمبلی میں علماء کرام، اٹارنی جنرل، یحییٰ بختیار مرحوم کے تاریخ ساز کردار پر روشنی ڈالی گئی۔

جامع مسجد محمود فیصل آباد میں ختم نبوت کانفرنس:

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کی یاد میں ۷؍ستمبر ۲۰۱۴ء، نماز مغرب سے لے کر رات گئے تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت سید ناصر فاروق شاہ نائب امیر مجلس فیصل آباد نے کی۔ تلاوت حافظ فہد محمود ابن صاحبزادہ طارق محمودؒ نے کی۔ نعتیہ کلام حافظ محمد سعید مدنی نے پیش کیا۔ مندرجہ ذیل مقررین کے بیانات ہوئے: مولانا سید مظفر شاہ گیلانی، مولانا سید محمد زکریا شاہ امیر جمعیت علماء اسلام فیصل آباد، مولانا حماد الرحمن لدھیانوی، مولانا سید ضیب احمد شاہ، مولانا عبدالرشید غازی اور راقم الحروف۔ نیز قاری ڈاکٹر صولت نواز، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کے فرزند ارجمند ڈاکٹر زاہد اشرف نے خصوصی شرکت کی۔ موخر الذکر نے مولانا تاج محمودؒ کے ساتھ اپنے والد محترم مولانا حکیم محمد عبدالرحیم اشرفؒ کی خدمات کو اجاگر کیا۔ راقم نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں مولانا تاج محمودؒ کے شاندار کردار پر خراج تحسین پیش کیا۔ آخری خطاب پنجابی زبان کے خوش الحان خطیب مولانا ممتاز احمد کلیار کا ہوا۔

شورکوٹ کینٹ میں جلسۂ ختم نبوت:

ڈاکٹر شفیق احمد صدیقی پُرجوش ورکر ہیں انہوں نے فون پر پوچھا کہ آپ ۸؍ستمبر کو جھنگ کانفرنس میں شریک ہو رہے ہیں؟ بندہ نے اثبات میں جواب دیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہماری مقامی جماعت کا فیصلہ ہے کہ آپ ۸؍ستمبر مغرب کے بعد پون گھنٹہ ہمارے ہاں خطاب کرکے جھنگ تشریف لے جائیں۔ بندہ نے سرتسلیم خم کیا اور ظہر کے بعد شورکوٹ پہنچا۔ موصوف نے عصر کی نماز سے قبل پریس نمائندگان کو دعوت دی ہوئی تھی۔ چنانچہ نیوز کانفرنس سے خطاب کرنا پڑا۔ عصر کی نماز بلال مسجد میں ادا کی۔

مولانا بشیر احمد الحسینی مدظلہ سے ملاقات:

مولانا ہمارے بزرگوں کی نشانی ہیں۔ عیسائیت پر مکمل عبور رکھتے ہیں، نیز مماتیت کے عقائد پر بھی۔ مقامی علماء کرام کے ساتھ مولانا کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ تقریباً پون گھنٹہ اپنی زیر ترتیب کتاب ’’عقیدۂ حیات النبی‘‘ سے متعلق گفتگو فرماتے رہے، فرمانے لگے کاش کہ کوئی زیرک عالم دین مل جائے تو میری زیر ترتیب کتاب جلدی مکمل ہو سکتی ہے۔ کئی ایک مدارس و مساجد میں بھی حاضری دی بعد نماز مغرب جامع مسجد اللہ والی میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے

تاریخ ساز فیصلہ پر تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا۔

جامع مسجد شیخ لاہوریؒ جھنگ صدر میں ختم نبوت کانفرنس:

مولانا غلام حسین جھنگ کے متحرک عالم دین اور مبلغ ختم نبوت ہیں نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے حوالے سے ۸؍ستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد شیخ لاہوریؒ میں کانفرنس کا اہتمام کیا۔ کانفرنس کی صدارت مقامی امیر مولانا سید صدوق حسن شاہ بخاری نے کی۔ جھنگ نعت خوانوں میں خودکفیل ہے نعت ہوئی۔ مقامی علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ راقم کو دعوت خطاب دی گئی راقم الحروف نے تقریباً آدھ گھنٹہ خطاب کیا، جس میں مرزا قادیانی کے دعاوی اور ان کی تردید پر خطاب کیا۔ راقم نے تحریک ۱۹۷۴ء کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور علماء کرام سے درخواست کی کہ وہ ہر ماہ کم ازکم ایک جمعہ ختم نبوت کی اہمیت پر وعظ فرمائیں تاکہ نوجوان نسل کو اس مہیب فتنہ سے بچایا جائے۔ اس کانفرنس میں فیصل آباد کے خوش الحان خطیب قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا مسرور نواز، مولانا معاویہ اعظم نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد قاضیاں جھنگ صدر میں درس دیا۔ مسجد ہذا میں ہمارے خیرالمدارس ملتان کے تعلیم کے زمانہ میں ساتھی مولانا ظہور احمد سالک تقریباً چالیس سال تک قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے رہے۔ اب ان کے فرزندان گرامی مولانا حبیب احمد، قاری خلیل احمد امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ناشتہ کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے لئے روانہ ہوئے لیکن ملھو آنہ موڑ سے سیلاب کی وجہ سے سڑک بند ہونے کی بنا پر برادرم قاری محمد خالد گنگوہی سے شرکت سے معذرت کی جو انہوں نے قبول فرمائی۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے بجائے ملتان واپسی ہوئی۔

بہاولپور میں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت:

بہاولپور میں ہر سال کی طرح امسال بھی جامع مسجد الصادق میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۲؍ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ اور راقم الحروف کے خطابات ہوئے۔ کانفرنس ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ، اس کے قانونی تقاضے، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے پس منظر کے اردگرد گھومتی رہی۔

کانفرنس میں امریکا کے قادیانیوں کو چناب نگر میں نیشنلائزڈ تعلیمی ادارے واپس کرنے کے بیان کی شدید مذمت کی گئی۔ اور کہا گیا کہ اگر یہ تعلیمی ادارے ڈی نیشنلائزڈ کیے گئے تو حکومت اور قومی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوگا۔ ہماری مساجد اور تعلیمی اداروں میں قائم لائبریریوں میں ہزاروں کتب قادیانیوں کی تحویل میں چلی جائیں گی۔ نیز دسیوں اساتذہ کرام اور سینکڑوں طلبا میں قادیانیوں کے تبلیغ کے راستے کھل جائیں گے۔ لہٰذا یہ تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس نہ کیے جائیں۔

حضرت میاں سراج احمد دین پوری دامت برکاتہم کی خدمت میں:

حضرت میاں صاحب بندہ کے دوسرے شیخ حضرت اقدس قدوۃ الصالحین قطب الارشاد حضرت اقدس میاں عبدالہادی دین پوری نوراللہ مرقدہ کے فرزند اکبر ہیں۔ ایک سو سال سے زائد عمر کے پیٹے میں ہیں، بایں ہمہ خانقاہی معمولات، ذکر اذکار، تلاوت کلام پاک برابر جاری ہیں روزنامہ اسلام کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت والا انتہائی نگہداشت کے دل کے وارڈ میں شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں زیر علاج ہیں تو راقم نے حضرت والا کی عیادت کے لئے ایک روز پہلے سفر شروع کیا۔ برادر عزیز مفتی محمد راشد مدنی سلمہ نے ڈائیوڑ مینل سے وصول کیا اور حضرت کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور کیا۔ حضرت والا نے نام پوچھا بتلانے پر خیر وعافیت پوچھی بندہ نے عیادت اور دعا کا عرض کیا، سائیں نے ہاتھ بلند فرمائے اور اس طرح حضرت کی دعاؤں سے سفر سندھ کا آغاز ہوا۔ دفتر رحیم یار خان میں حاضری دی جو برادر محترم مولانا حافظ احمد بخشؒ اور مخدوم محترم حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ، قاری حماد اللہ شفیق، عالم حقانی حضرت مولانا غلام ربانی کی شفقتیں محبتیں اپنے اندر لئے ہوئے سرکلر روڈ پر واقع ہے۔ حافظ جی کے سفر وحضر کے ساتھی سید توصیف احمد ہاشمی نے بتلایا کہ وفات سے چند روز پہلے دفتر کا رنگ وروغن کرایا، تکئے، سرہانے، گدے اور رضائیوں کے جھاڑ دھلوائے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بعد میں آنے والے کے لئے کوئی پریشانی نہ ہو۔ رحیم یار خان سے سہ ماہی میٹنگ کے لئے ملتان تشریف لے گئے اور سفر آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔

مجلس رحیم یار خان کے امیر مولانا قاضی شفیق الرحمن سے ملاقات کی اور انہیں چناب نگر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جسے موصوف نے قبول فرمایا کافی دیر تک قاضی عزیز الرحمنؒ کی یادیں تازہ کرتے رہے۔

مولانا عبدالرؤف ربانی ہمارے طالب علمی کے زمانہ کے باب العلوم کے ساتھی ہیں، ان سے رات گئے محفل رہی۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی میں حضرت مولانا غلام ربانیؒ کا والہانہ کردار گفتگو کا موضوع رہا۔ عصر کے بعد لوہار مارکیٹ میں حافظ محمد عباس، محمد الطاف خان، علی شیر خان اور دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ (جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، شیخوپورہ

رپورٹ: مولانا محمد اسلم نفیس

۱۳ ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بمقام کمپنی باغ شیخوپورہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی جس کی صدارت مخدوم العلماء حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم نے کی۔ اس کانفرنس کا آغاز مولانا قاری ظہور الحق لاہور کی افتتاحی دعا سے ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت مولانا قاری فہیم عابد قاسمی نے حاصل کی جبکہ حمد و نعت رسول مقبول حافظ محمد یعقوب عباسی نے پیش کی۔ نقابت کے فرائض مولانا خالد عابد (مبلغ سرگودھا) نے ادا کئے۔ مولانا سعید وقار نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، ہر دور میں مسلمانوں نے اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت احیاء اسلام اور وحدت امت کا مظہر ہے۔ مولانا سعید احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لانے کی پیشگوئی فرمائی۔ اور آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا حتی کہ انسانوں کے علاوہ جنات، حیوانات اور حجر و شجر نے بھی گواہی دی۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے فوری بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ استاذ القراء مولانا قاری عبید الرحمن صاحب مدرس جامعہ فاروقیہ نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ رانا عمر فاروق متعلم جامعہ فاروقیہ نے نعت رسول مقبول پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس نشست میں مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا نور محمد بخاری، بیئیر عظیم احمد یزدانی، امجد نذیر بٹ اور ملک اسلام بلوچ چیئرمین انجمن تاجران شیخوپورہ کے بیانات ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی روح ہے۔ اسلام کی عظیم عمارت اس عقیدہ پر قائم ہے، انشاء اللہ عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے ہم کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مولانا طاہر عالم مدیر جامعہ فاروقیہ، مولانا امتیاز احمد کاشمیری، مولانا مشرف صاحب مدیر جامعہ فریدیہ اور علامہ زبیر احمد ظہیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی استعماری قوتوں کے خادم اور جانشین ہیں، تمام اقلیتوں میں سے قادیانی اقلیت کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ وطن عزیز اور مسلمانوں کے خلاف انتقام کے جذبہ سے سرشار رہے ہیں۔ مفتی عاشق حسین، ڈاکٹر قاری فیاض الحسن، مولانا عالم طارق صاحب نے کہا کہ قادیانی کبھی بھی ملک و ملت کے وفادار نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے ہمیشہ اور ہر دور میں غیر مسلم طاقتوں سے گٹھ جوڑ رکھا ہے بلکہ ان کے لگائے ہوئے پودے ہیں۔ مسلمانوں نے ہر دور میں اور ہر پلیٹ فارم پر قادیانیوں اور مرزائیوں کا مقابلہ کیا ہے اور انہیں بھرپور کامیابی نصیب ہوئی ہے جبکہ منکرین ختم نبوت کو شرمندگی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

حضرت مولانا شاہنواز فاروق صاحب نے کہا کہ نبوت کی خصوصیات تو بے شمار ہیں لیکن آج کے اس عظیم الشان اجتماع میں صرف چار خصوصیات کا ذکر کرتا ہوں:

۱:... نبوت، انتخاب خداوندی ہوتی ہے، کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔ نبی، خدا تعالیٰ کا منتخب نمائندہ ہوتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی دجال جھوٹا مدعی نبوت انگریزوں کا انتخاب تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوے الہام شیاطین تھے۔

۲:... نبی، اپنے ماننے والوں سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے بلکہ عقل میں اکمل ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے زیادہ عقلمند اس کے پیروی کرنے والے ہیں، کیونکہ مرزے کو جوتا پہننے میں دائیں بائیں جوتے تک کی تمیز نہیں تھی۔

۳:... نبی، اپنی امت کے افراد سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے، ہمارے نبی کے حسن کی دھوم پورے عالم میں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین نہ پہلے آیا نہ آئندہ آئے گا۔ اور ادھر دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ اپنے پیروی کرنے والے تمام افراد سے بدصورت تھا۔

۴:... نبی، معصوم ہوتا ہے، ان سے گناہوں کا صدور نہیں ہوتا جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت و کردار سب کے سامنے ہے۔ شراب پیتا تھا، خود اس کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود راوی ہے کہ مرزا جی زنا بھی کرلیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا امجد خان نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، ہم آج اس آئین کا تحفظ کر رہے ہیں۔ یہاں کے عوام کسی امریکی یا یہودی اور مغربی نظام کو ملک میں نافذ نہیں ہونے دیں گے، آج کا بھرپور اجتماع جو شمع ختم نبوت کے پروانوں اور دیوانوں سے اٹا ہوا ہے، اس نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنی پرامن جدوجہد جاری رکھیں گے، ہمارے اس ملک کا مقدر نظام مصطفی بن کر رہے گا۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی وفات پر خوشیاں منا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ: محمد کی نسل ختم ہوگئی اور اس کا پروگرام بھی چند دن میں ختم ہوجائے گا (نعوذ باللہ)۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بنایا لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ نبی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے، ہمارے نبی تو کل کائنات کے نبی ہیں اور انسانیت کے تمام افراد جو امت میں شامل ہیں آپ ان کے باپ ہوئے۔ اس بات کو مثال سے سمجھو، ہمارے عرف میں سسر باپ کی جگہ ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے سسر تھے گویا کہ باپ ہوئے لیکن آپ امتی ہونے کی وجہ سے اولاد ہوئے، یعنی بیٹے ہوئے۔ جی ہاں اور وضاحت لیجئے! قرآن نے میرے آقا کی گھر والیوں کو ایمان والوں کی ماں فرمایا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ امی عائشہؓ کے جسمانی باپ ہیں لیکن روحانی بیٹے ہیں گویا کہ قرآن نے فرمادیا کہ: اے کافرو! خوشیاں مت مناؤ اس نبی کی اولاد تو قیامت تک رہے گی، جب اولاد ہوگی تو تذکرہ چلتا رہے گا۔

مولانا حافظ محمد قاسم امیر جمعیت علماء اسلام شیخوپورہ نے درج ذیل قراردادیں پیش کیں:

☆ بلدیاتی الیکشن ہونے جارہے ہیں ان کے بیلٹ پیپرز پر ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کروانے اور مدارس دینیہ کے خلاف آنے والے حکومتی تحفظ پاکستان بل کی مخالفت میں آواز اٹھانے پر یہ اجتماع قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

☆ حکومت پاکستان سے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ محرم میں امن کے متعلق ایک واضح لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆ ملک میں حالیہ سیلاب سے ہونے والے جانی، مالی، وزرعی نقصان پر یہ اجتماع غمگین ہے اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت سیلاب متاثرین کی دل کھول کر مدد کرے۔

☆ یہ اجتماع مرزائیوں کے متعلق آئینی ترامیم میں ردوبدل یا تعطل کی بات کرنے والوں کی سخت الفاظ میں حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

☆ ۲۹۵-سی کی بجائے ملزموں پر دیگر دفعات قائم کرکے انتظامیہ ملزموں کو ہر جگہ ریلیف دیتی رہتی ہے یہ اجتماع اس کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔

☆ تحصیلوں، ضلع، یا صوبہ بھر میں جہاں کہیں پولیس آفیسر یا انتظامی امور میں تعینات قادیانی حضرات ہیں عالمی مجلس اور مسلمانان پاکستان ان پر اور ان کی متعصبانہ سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے، آج کا بھرپور اجتماع یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ان کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

☆ ملک بھر میں قادیانیوں کو اقلیت باور کرایا جائے اور قانون کے دائرے میں لایا جائے۔

☆ قادیانی ملک پاکستان کے نظریاتی اور جغرافیائی وجود کے ہرگز قائل نہیں، اس لئے یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے شرارتی عناصر پر کڑی نظر رکھی جائے اور ملک کا امن خراب کرنے کی کسی کو اجازت نہ دی جائے۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہر وقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں۔ قادیانیوں کے کفر وارتداد پر ملکی اور غیر ملکی فیصلے قوم کے سامنے آچکے ہیں۔ قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے اپنے کفر وارتداد کو اسلام متعارف کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے قادیانیوں کا ہر سطح پر محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پُرامن جدوجہد جاری رکھیں گے، کیونکہ حرمت رسول کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا عقائد اسلام کے تحفظ کے ساتھ ساتھ روحانی واصلاحی تقاضوں کی بھی تکمیل ہے۔ آپ نے کہا کہ کہاں ہیں میرے کرم فرما قادیانی حضرات جو آج تک یہ کہتے نہیں تھکتے تھے کہ پارلیمنٹ کی رپورٹ چھپے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔ ہاں انہوں نے دجل سے کام لیتے ہوئے چھاپی ادھوری رپورٹ، خدا نے فضل کیا حکومت پاکستان کی اسپیکر ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان نے اس رپورٹ کو اوپن کرنے کا حکم دیا اور وہ منظر عام پر آئی۔ ہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے بعینہٖ چھاپ دی، ہاں اتنا کیا کہ ان کی کتب کے حوالے بھی ساتھ کردیئے۔ کوئی اس رپورٹ کو پڑھ کر قادیانی تو کیا بنتا البتہ اسے پڑھ کر بیسیوں قادیانی مسلمان ضرور ہوئے، لو وہ خوشاب سے آگیا لیاقت پٹواری اور نبی قیصرانی سے آئے پورے کے پورے خاندان، لو آگیا مرزا مسرور کا رضاعی بھتیجا شمس الدین..... آپ سالانہ کانفرنس چناب نگر میں اور بھی خوش کن خبریں سنو گے۔

قاری محمد الیاس ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ نے دور دراز سے قافلوں کی شکل میں آنے والے تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اس تاریخی اجتماع کا اختتام حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی رقت آمیز دعا پر ہوا۔ ☆☆

گلے میں ہو خراش، آئے ورم یا آواز بیٹھ جائے
شربت
تُوت سیاہ
سردی آتے اور جاتے وقت گلے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ایسے میں
گلے میں خراش، ورم آنے یا آواز بیٹھ جانے
کی شکایات عام ہوتی ہیں۔ ہمدرد شربت توت سیاہ کی چند خوراکیں گلے کی
ان شکایات کا فوری خاتمہ کرتی ہیں۔ اب سردی آئے یا جائے۔ آپ
کے گلے کو کیا گلہ۔ کیونکہ آپ کو تو ہے ہمدرد شربت توت سیاہ ملا۔
ہمدرد
بولو کھُل کھُلا کے!
FOCAL POINT

سرائے نورنگ میں

دفاعِ ختم نبوت پر عظیم الشان ریلی

لکی مروت (مولانا محمد ابراہیم ادہمی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ۷؍ستمبر۲۰۱۴ء بروز اتوار صبح ۸ بجے ایک عظیم الشان یوم دفاع ختم نبوت ریلی مسجد ضیاری سرائے نورنگ سے ضلعی امیر حاجی میر صالح خان اور حاجی شیر علی خان کی قیادت میں نکالی گئی۔ جس میں نظامت کے فرائض ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ضلعی ناظم عمومی مولانا عبدالرحیم اور تحصیل ناظم عمومی مفتی ضیاء اللہ نے ادا کئے۔ ریلی ختم نبوت کے نعروں کی گونج میں ہسپتال روڈ پہنچی، جہاں ریلی سے مولانا احسان اللہ رہنما جے یو آئی تحصیل لکی اور بزرگ عالم دین مولانا غلام محمد نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح صحابہ کرامؓ نے ختم نبوت اور شمع رسالت پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اس طرح علماء حق (علماء دیوبند) نے بھی ایک مثالی تاریخ رقم کی اور ختم نبوت کا تحفظ کیا، اس کے بعد ریلی یہاں سے روانہ ہوئی تو راستے میں مدرسہ سراج السلام کا قافلہ شامل ہوا، محلہ ڈاکٹران سے ہوتے ہوئے جی ٹی روڈ بمقام تھانہ سٹی پہنچی تو ریلی سے جے یو آئی نورنگ سٹی ون کے امیر مولانا خلیل الرحمن اور تحصیل لکی ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری حافظ قدرت اللہ نے خطاب کیا۔ یہاں سے اڈا مسجد روانہ ہوئی جہاں مدرسہ دارالہدیٰ اور جے ٹی آئی کے قافلے بھی ریلی میں شامل ہوئے، پھاٹک کے مقام پر جے یو آئی تحصیل نورنگ کے نائب امیر مولانا بشیر احمد حقانی اور ضلعی نائب امیر مولانا اعزاز اللہ نے خطاب کیا۔ ریلی یہاں سے ختم نبوت زندہ باد، اکابرین دیوبند زندہ باد اور نعرۂ تکبیر کی گونج میں شہر کا چکر لگاتے ہوئے بنوں بس اسٹینڈ پہنچی۔ جہاں ریلی سے ضلعی ناظم عمومی ختم نبوت مولانا عبدالرحیم، شاہسوار خان، فرید خان اور جے یو آئی سٹی کے امیر مولانا عبدالصبور نے خطاب کیا۔ ضلعی اور تحصیل قائدین کی قیادت میں حاجی نصیر محمد خان پمپ روانہ ہوئے۔ جہاں ریلی جلسہ عام میں تبدیل ہوئی۔ ریلی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار حیدری اور جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے جنرل سیکریٹری مولانا سمیع اللہ مجاہد نے خطاب کیا۔ جمعیت علماء اسلام تحصیل نورنگ کے امیر مفتی ضیاء اللہ صاحب نے درجہ ذیل قراردادیں پیش کیں:

۱:... پاکستان میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔

۲:... قادیانی مسلم ٹی وی ون اور مسلم ٹی وی ٹو کی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

۳:... تمام سرکاری کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

۴:... قادیانی کمپنی کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۵:... قادیانی اور مرزائی جو اسلامی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ان کو قانوناً روکا جائے۔

۶:... حکومت فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت کرے، اسرائیل اور تمام کفریہ ممالک کی مذمت کرکے سفارتی تعلقات ختم کرے۔

۷:... حکومت عاشق رسول ممتاز حسین قادری کو فوراً رہا کرے۔

۸:... ریلی میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، فخر جمعیت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شیخ عبدالحقؒ، مولانا صدر شہیدؒ، مولانا نعمت اللہؒ اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کے اس وقت کے تمام ممبران قومی اسمبلی بشمول وزیر اعظم پاکستان، ذوالفقار علی بھٹو کو بھی خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ریلی کے شرکاء کی سیکورٹی کے فرائض جمعیت علماء اسلام کے رضاکار تنظیم انصارالاسلام کے دستوں نے ادا کئے۔ ریلی میں جگہ جگہ شاعر جمعیت شفیع الرحمن سپرلی خیل، حفیظ اللہ اور حافظ مبشر شرکاء کے جذبات کو انقلابی نظموں اور شعروں سے گرماتے رہے۔ ریلی میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اختتامی دعا جے یو آئی کے ضلعی نائب امیر قاری سیف الرحمن نے کی۔ ریلی خیروعافیت سے اختتام کو پہنچی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کئے۔ سرائے نورنگ کی تاریخ میں ضلعی سطح پر یہ دوسری سالانہ ریلی تھی، جس کو ہر سال مذہبی جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ جے یو آئی سٹی ٹو کے جنرل سیکریٹری مولانا گل رئیس خان، مولانا شبیر احمد حقانی، سید احمد اور تحصیل سالار مولانا گل فراز نے بہترین خدمات سرانجام دیں۔ ☆☆

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!

- ★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا
- ★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گرو مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب اور دجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے ''اتمام حجت'' ہے۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کر کے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کر دیا ہے۔ جو کہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس ''اتمام حجت'' کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچا دی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان
061- 4783486
0300-4304277